جلد ۲۹ | یکم احسان ۱۳۲۰ ہش | ۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۰ھ | یکم جون ۱۹۴۱ء | نمبر ۱۲۳

گاندھی جی تشدد کے استعمال کے حق میں

معلوم ہوتا ہے۔ حکومت برطانیہ کو ہٹلر کے مقابلہ میں عدم تشدد اختیار کرنے کی تلقین کرنے والے گاندھی جی اب خود عدم تشدد سے بدظن ہونے جا رہے ہیں ابھی پچھلے دنوں انہوں نے ڈھاکہ اور احمد آباد کے فسادات پر اظہار خیال کرتے ہوئے جہاں یہ کہا تھا کہ اس وقت تک عدم تشدد کے ذریعہ انہیں کچھ بھی طاقت حاصل نہیں ہو سکی۔ وہاں یہ بھی بیان کیا تھا کہ۔

"اب مسٹر ایمری وزیر ہند کی زبانی ہمیں صاف طور پر پتہ چل چکا ہے۔ کہ ہمیں پُر امن رہ کر حکومت برطانیہ سے کچھ بھی ملنے کی توقع نہیں۔ ہمیں اب لڑنا ہو گا۔ عدم تشدد یا تشدد کے ساتھ"

گویا گاندھی جی اب اس بات پر بھی آمادہ ہو رہے ہیں۔ کہ اگر موقعہ ملے تو عدم تشدد سے بھی کام لیں۔ اگر یہی بات ہے۔ تو گویا جس عدم تشدد کا فلسفہ گاندھی جی ساری دنیا کے سامنے پیش کرتے رہے ہیں اب خود اس سے دل برداشتہ ہو چکے ہیں اس کا مزید ثبوت ان کے ایک تازہ خط سے بھی ملتا ہے۔ جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ غنڈہ ازم کو روکنے کے لئے تشدد کا استعمال بھی کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:۔

"مجھے یقین ہے۔ کہ اگر تمام کانگرسی اپنے فرائض کو سر انجام دیتے۔ تو ہمیں غنڈہ ازم کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ لوگوں کا اپنی جان کی حفاظت کے لئے بھاگ جانا ناقابل برداشت ہے۔ ان میں اتنی طاقت ہونی چاہیئے۔ کہ وہ غنڈہ شاہی کا تشدد یا عدم تشدد سے مقابلہ کر سکیں" پھر فرماتے ہیں:۔

"ڈر کے مارے بھاگ جانا بزدلی ہے یہ ان کا فرض ہے۔ کہ وہ مزاحمت کریں اور اگر وہ عدم تشدد پر مبنی مزاحمت نہیں کر سکتے۔ جو کہ کانگرسیوں کے لئے بہترین طریق کار ہے۔ تو وہ پر تشدد مزاحمت کر سکتے ہیں" (ملاپ ۲۵ مئی)

ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ گاندھی جی جو ہر حالت میں عدم تشدد پر عمل کرنا ضروری سمجھتے تھے۔ اور تشدد کا نام تک لینا گناہ قرار دیتے تھے۔ اب اس بات کے قائل ہو چکے ہیں۔ کہ انسان کو زندگی کے مراحل میں ایسے مواقع بھی پیش آ سکتے ہیں جبکہ عدم تشدد سے کام نہیں چل سکتا۔ اور تشدد سے کام لینا ضروری ہو جاتا ہے۔ سو اس وقت اگر تشدد سے کام نہ لیا جائے۔ تو سخت نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ اسلام کی یہی تعلیم ہے۔ اسلام کہتا ہے۔ اگر عفو اور درگزر کرنے پر اصلاح ہوتی ہو۔ تو ایسا ہی کرو لیکن اس کا الٹا نتیجہ نکلتا ہو۔ فتنہ و شرارت بڑھتی ہو۔ اور نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو تو پھر سزا دینی چاہیئے۔ اور تشدد سے کام لینا چاہیئے۔ دراصل یہی وہ تعلیم ہے جو حق و حکمت پر مبنی ہے۔ کیونکہ دنیا میں تمام طبائع ایک سی نہیں ہیں۔ بعض نرمی اور ملاطفت سے اثر پذیر ہوتی ہیں۔ اور بعض سختی اور تشدد کے آگے جھکتی ہیں۔ اگر ایسی طبائع سے جو تشدد چاہتی ہیں۔ نرمی کا سلوک کیا جائے۔ تو وہ اور زیادہ بگڑتی اور باعث فساد بنتی ہیں۔ اور ظاہر ہے۔ کہ اس طرح امن کی صورت نہیں پیدا ہو سکتی۔ ایسے موقع پر اسلام نے حکم دیا ہے۔ کہ تشدد سے کام لینا چاہیئے ہاں ایسی طبائع جو نرمی اور محبت کے آگے سر تسلیم خم کر دیں۔ ان کے ساتھ نرمی کا ہی سلوک کرنا چاہیئے۔ گاندھی جی کا دعوےٰ یہ تھا۔ کہ ہر موقعہ پر نرمی اور عدم تشدد سے کام لینا چاہیئے۔ یہ طریق عمل ہر موقعہ پر نتیجہ خیز اور مفید ثابت ہوتا ہے لیکن معلوم ہوتا ہے۔ اب انہیں بھی اس میں تبدیلی کرنے کی ضرورت پیش آئی ہے اور وہ صاف طور پر کہہ رہے ہیں۔ کہ غنڈہ ازم کا مقابلہ تشدد سے بھی کیا جا سکتا ہے۔ مادہ دور کرنا چاہیئے۔

مسلمانان پنجاب کی آبادی میں اضافہ

مردم شماری کے اعداد و شمار اگرچہ شکوک و شبہات سے خالی نہیں ہوتے تاہم کچھ نہ کچھ ان سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ مردم شماری کی رو سے پنجاب میں مسلمانوں کی آبادی جس رفتار سے بڑھی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ۱۸۸۱ء میں مسلمانوں کی آبادی ۴۸ فیصدی تھی۔ جبکہ ہندو اور سکھ ۵۲ فیصدی قرار دیئے گئے۔ اس کے بعد تیس سال کے عرصہ میں مسلمان اور غیر مسلم برابر ہو گئے۔ اور ۱۹۱۱ء میں مسلمان ۵۱ فیصدی۔ اور ہندو و سکھ ۴۸ فیصدی قرار پائے۔ ۱۹۲۱ء کی مردم شماری میں مسلمان ۵۳ فیصدی ہو گئے۔ اور ہندو و سکھ ۴۷ فیصدی رہ گئے۔ ۱۹۳۱ء میں مسلمان ۵۶٫۵ شمار کئے گئے۔ ۱۹۴۱ء کی مردم شماری کے رو سے مسلمانوں کی تعداد میں بہت تھوڑا اضافہ ہوا ہے۔ مسلمانان پنجاب کی تعداد میں یہ اضافہ قدرتی رفتار سے ہوا ہے اس کے ساتھ ہی اگر وہ تبلیغ اسلام کے ذریعہ کی [illegible] کی طرف متوجہ ہوتے۔ اور خاص کر ان اقوام کی اصلاح اور ترقی کی کوشش کرتے جنہیں ہندوؤں نے اچھوت قرار دے رکھا ہے۔ تو مسلمانوں کی تعداد میں بہت زیادہ اضافہ ہوتا۔ اگر پہلے نہیں تو اب اس طرف فوراً توجہ کرنی چاہیئے۔

مدینۃ المسیح

قادیان ۳۰ ہجرت ۱۳۲۰ ہش۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آج جب خطبہ جمعہ کے لئے ممبر پر کھڑے ہوئے تو ضعف دل کی تکلیف ہوگئی۔ اور حضور بیٹھ گئے۔ اور ۸ منٹ تک بیٹھے رہے۔ اس دوران میں ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے دوائی پلائی۔ اور حضور نے کھڑے ہو کر خطبہ جمعہ فرمایا۔ دس بجے شب کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے۔ کہ خدا کے فضل سے اب ضعف دل کی تکلیف میں تخفیف ہے۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت الحمدللہ اچھی ہے۔

حرم اول حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو بخار اور پسلیوں میں درد ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کی چھوٹی اہلیہ صاحبہ کو کل سے ضعف دل کا دورہ ہے صحت کے لئے دعا کی جائے۔

خاندان حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں خیر و عافیت ہے۔

ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے کے ہاں کل لڑکی تولد ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک خط اور اس کا جواب

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت بابرکت میں میں نے ۱۹۰۷ء میں ایک عریضہ ارسال کیا۔ جس پر حضور نے قلم مبارک سے اجازت اور دعا کے متعلق تحریر فرمایا۔ اس عریضہ میں جو میری طرف سے عرض کیا گیا ہے۔ القاب میں حضرت مسیح زمان مہدی دوراں رسول خدا ہادی من تحریر ہے۔ منکرین خلافت اور رسالت کے لئے حجت ہے۔ خط اور اس کا جواب حسب ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از جانب خاکسار قدرت اللہ سنوری — حضرت اقدس مسیح زمان مہدی دوراں رسول خدا ہادی من

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بندہ بخیریت حضور کی خیریت کا خواہاں۔ جس روز سے چچا عبداللہ سنوری کا خط حضور کے پیش کیا۔ اس دن سے یہاں ہی ہوں۔ آج ارادہ روانگی رکھتا ہوں۔ اگر بچہ نہ ملا تو کل علی الصبح جانے کا ارادہ ہے۔ اجازت کا خواہاں ہوں۔ اہلیہ ام رقعہ ہذا بخدمت حضور پیش کرتی ہے۔ کیا ہی خوش قسمتی ہے۔ اگر حضور دعا فرمائیں۔ ایک رومال پرانا دستی خود مرحمت فرمائیں۔ اور اگر حضور والا نے کچھ میاں عبداللہ سنوری کو فرمانا ہے وہ بھی فرما دیویں۔ اگر حضور کی طبیعت اچھی ہے۔ اور کوئی امر مانع نہیں تو مصافحہ کرنیکے لئے در دولت پر حاضر ہو جاؤں۔

فقط حضور کی جوتیوں کا خادم قدرت اللہ سنوری احمدی

جواب منجانب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اجازت ہے چلے جائیں۔ اور میاں عبداللہ سنوری کے خط سے حال صحت کا معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ پوری صحت عطا فرمائے۔ میری طرف سے کہدیں کہ میں دعا کرتا رہا ہوں۔ خدا تعالیٰ دعا قبول فرمائے۔ والسلام

مرزا غلام احمد

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

دعا آسمانی حربہ ہے

"جیسے ایک مرض ہوتی ہے کہ اس میں جب تک نکیاں مارتے رہیں تو آرام رہتا ہے۔ اسی طرح فراغت میرے واسطے مرض ہے۔ ایک دن بھی فارغ رہوں تو بے چین ہو جاتا ہوں۔ اس لئے ایک کتاب شروع کر دی ہے۔ جس کا نام حقیقت دعا رکھا ہے۔ ایک رسالہ کی طرز پر لکھا ہے۔ دعا ایسی شے ہے۔ کہ جب آدم کا شیطان سے جنگ ہوا تو اس وقت سوائے دعا کے اور کوئی حربہ کام نہ آیا۔ آخر شیطان پر آدم نے فتح بذریعہ دعا کے پائی ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین اور آخر میں بھی دجال کے مارنے کے واسطے دعا ہی رکھی ہے۔ گویا اول بھی دعا اور آخر بھی دعا ہی دعا ہے۔ حالت موجودہ بھی یہی چاہتی ہے۔ تمام اسلامی طاقتیں کمزور ہیں، اور ان موجودہ اسلحہ سے وہ کیا کام کر سکتی ہیں۔ اب اس کفر وغیرہ پر غالب آنے کے واسطے اسلحہ کی ضرورت بھی نہیں۔ آسمانی حربہ کی ضرورت ہے۔"

(البدر ۲۷ مارچ ۱۹۰۳ء)

تحریک جدید کے مجاہدین کے نام شائع کر دیئے جائینگے

تحریک جدید سال ہفتم کی سو فی صدی رقم ارسال کرتے ہوئے اکثر مجاہدین زور سے توجہ دلا رہے ہیں۔ کہ ان کے نام "موعود خلیفہ" کے حضور دعا کے لئے ضرور پیش کئے جائیں۔ میں اس اعلان کے ذریعہ احباب کو یقین دلاتا ہوں کہ تحریک جدید کے جن مجاہدین کا چندہ ۳۱ مئی ۶ بجے شام تک مرکز میں داخل ہو جائے گا۔ ان کے نام انشاء اللہ تعالیٰ امام پاک کے حضور ۳۱ مئی ۷ بجے شام پیش کئے جائینگے اور مجاہدین کی اطلاع کے لئے جلد سے جلد شائع کر دیئے جائیں گے۔ تا ادا کرنے والوں کو مزید اطمینان اور تسلی ہو جائے۔ اور وہ جو باوجود انتہائی کوشش کے ادا نہیں کر سکے جون میں اپنا وعدہ پورا کرنے کی فکر کریں۔ فنانشل سیکرٹری تحریک جدید

تیرھواں وقار عمل

قادیان ۳۰ ہجرت۔ کل مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر انتظام تیرھواں وقار عمل منایا گیا۔ سوا چھ بجے صبح کام شروع ہوا۔ تمام انصار و خدام نے سوا تین گھنٹے کی مسلسل محنت سے ۵۰۰ فٹ لمبی نالی بنائی۔ اور ۲۵۰۰ مکعب فٹ مٹی کھود کر سڑک پر ڈالی مقام عمل پر فسٹ ایڈ اور پانی کا انتظام تھا۔ بزرگان سلسلہ میں سے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب حضرت مولوی شیر علی صاحب و ناظر صاحبان بھی شریک عمل ہوئے۔ ساڑھے نو بجے بعد دعا یہ تقریب ختم ہوئی۔ خاکسار مہتمم وقار عمل

خالصہ کالج لائل پور میں لیکچر

محمد یوسف صاحب سیکرٹری نشر و اشاعت لائلپور لکھتے ہیں۔ ۲۷ مئی ۱۹۴۱ء کو گیانی واحد حسین صاحب کا لیکچر خالصہ کالج لائل پور کے ہال میں بصدارت سردار سردول سنگھ صاحب خالصہ مسلم اتحاد کے موضوع پر ہوا۔ جس میں سکھوں کی کتب سے اور قرآن مجید سے ثابت کیا۔ کہ چونکہ اسلام اور گرنتھ صاحب میں توحید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

موجودہ نازک حالات میں ایک پرانی تحریر کے ذریعہ فتنہ پیدا کرنے کی کوشش

اس وقت تمام طاقت ملک کی حفاظت کی تدابیر پر صرف کرنی چاہئیے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۳ - ماہ ہجرت ۱۳۲۰ ہش مطابق ۲۳ - ماہ مئی ۱۹۴۱ء

مرتبہ :- شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر۔

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

انسان کی

عقل اور سمجھ کا امتحان

ہمیشہ ایسے ہی موقعہ پر ہوتا ہے۔ جبکہ اس کے جذبات اُبھرے ہوئے ہوں جذبات کے اشتعال کے موقعہ پر جو شخص نفس کو قابو میں رکھتا ہے۔ اور وہ چیز جسے خدا نے اہم بنایا۔ اسے اہم سمجھتا۔ اور جسے خدا نے ادنےٰ بنایا۔ اسے ادنےٰ قرار دیتا ہے۔ وہی دراصل عقلمند ہوتا ہے۔ یہ وقت دُنیا کی تاریخ پر ایسا

تاریک اور خطرناک

ہے۔ کہ اس سے پہلے کبھی ایسا وقت نہیں آیا۔ قطع نظر اس سے کہ کوئی شخص جرمنی کا مؤید ہے۔ یا برطانیہ کا۔ اور جرمنی کی فتح چاہتا ہے۔ یا برطانیہ کی۔ کوئی سلیم الفطرت اس امر سے انکار نہیں کرسکتا۔ کہ

انسانی خون کی ارزانی

جو آج ہے۔ پہلے کبھی نہیں ہوئی۔ جرمن ہوں۔ یا انگریز۔ دونوں انسان ہیں۔ اور تمام بنی نوع انسان ہماری ہمدردی کے مستحق ہیں۔ یہ علیحدہ بات ہے۔ کہ کوئی جرمنی کا ہم خیال ہو۔ اور اس کی فتح چاہے اور کوئی برطانیہ کا ہم خیال ہو۔ اور اس کی فتح کا خواہاں ہو۔ لیکن جو بھی سچا انسان ہے۔ وہ خواہ کسی کی فتح کا خواہاں ہو۔ اس خواہش کے ساتھ وہ یہ بھی چاہے گا۔ کہ انسان کی اتنی قربانی نہ ہو۔ جتنی آج ہو رہی ہے۔ ہمارے لئے

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا نمونہ

راہ نما ہے۔ آپ کے اعلےٰ اخلاق کا ایک نمونہ مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم نے بیان فرمایا ہے۔ سب لوگ جانتے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ کی ترقی میں طاعون کا بڑا حصہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے طاعون کے بڑے زور سے پھیلنے دیر تک قائم رہنے۔ اور اس سے لاکھوں جانوں کے تلف ہونے کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیائے سابق کے کلام میں بھی یہ بات پائی جاتی ہے۔ کہ مسیح موعود کے زمانہ میں ایک ایسا مرض پھوٹے گا پس جب ملک میں طاعون پھوٹا اور سخت زور سے پھوٹا۔ تو دلوں میں اللہ تعالےٰ کا خوف پیدا ہوا۔ اور ہزاروں لوگ جماعت احمدیہ میں داخل ہوگئے۔ گویا طاعون کی شدت۔ اس کا دیر تک رہنا۔ اور لاکھوں جانوں کی اس سے ہلاکت جماعت کی ترقی کا باعث ہوئی۔ پھر پیشگوئی کا پورا ہونا اپنی ذات میں خوشی کی بات ہے۔ مگر ایسے موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو نمونہ پیش کیا۔ وہ عجیب اور

مومنوں کے لئے اُسوہ

ہے۔ آپ نے مکان میں ایک جگہ بیت الدعاء بنایا ہوا تھا۔ وہ اب بھی موجود ہے۔ چھوٹی سی جگہ ہے۔ جہاں دو آدمی کھڑے ہوکر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ آپ رات یا دن کے وقت جب بھی دُعا فرماتے۔ بالعموم یہیں فرماتے تھے۔ جب یہ جگہ تعمیر ہونے لگی۔ تو مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے عرض کیا۔ کہ اگر ایسا ہی کمرہ اس کی چھت پر اور بن جائے۔ تو میں بھی وہاں حضور کے ساتھ دُعا میں شریک ہوجایا کروں۔ چنانچہ آپ نے اس کے اُوپر بھی کمرہ بنوا دیا۔ اور مولوی صاحب بھی وہاں جاکر دُعا کیا کرتے تھے۔ مولوی صاحب کا بیان ہے۔ کہ ایک دفعہ نیچے کے کمرہ سے رونے اور گریہ وزاری اور کراہنے کی آواز آرہی تھی۔ اور یوں معلوم ہوتا تھا۔ کہ جیسے کوئی عورت دردِ زِہ سے کراہ رہی ہے۔ میں نے کان لگا کر سُننا شروع کیا۔ کہ کیا بات ہے۔ تو معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دُعا فرما رہے ہیں۔ اور گریہ وزاری کرتے ہوئے آہستہ آہستہ فرما رہے ہیں۔ کہ الٰہی اگر تیرے بندے اسی طرح طاعون سے مرتے گئے۔ تو پھر ایمان کون لائیگا کتنے احمدی ہیں۔ جو کبھی

انذاری پیشگوئی کے پورا ہونے پر

ایسا نمونہ دکھاتے ہیں۔ عام طور پر ایسے موقعہ پر ایک ہی پہلو سامنے ہوتا ہے۔ یعنی پیشگوئی پورا ہونے پر خوشی کا پہلو۔ مگر یہ طریق غلط ہے۔ یہ خوشی کا ہی موقعہ نہیں ہوتا۔ بلکہ متضاد جذبات کا وقت ہوتا ہے۔ ایک طرف تو خوشی ہوتی ہے۔ کہ پیشگوئی پوری ہو رہی ہے اور دوسری طرف رنج۔ کہ اللہ تعالےٰ کے بندے عذاب میں مبتلا ہو رہے ہیں۔

پس ایسے وقت میں مومن کے دل میں

متضاد جذبات

پیدا ہونے چاہئیں۔ خوشی کے جذبات اس لئے کہ پیشگوئی پوری ہو رہی ہے اور رنج والم کے جذبات اس لئے کہ ہمارے بھائی جو ایک ہی آدم کی اولاد ہیں۔ اور جن کے لئے اللہ تعالےٰ نے ہماری ہی طرح جنت بنائی تھی۔ اور اپنے فضلوں کے دروازے کھولے تھے۔ انہوں نے اپنے ہاتھوں سے فضل کے یہ دروازے بند کرکے اس کے غضب کی کھڑکیوں کو اپنے لئے کھول لیا۔ عذاب کے موقعہ پر وہی لوگ جن کے دل میں خشیت نہیں ہوتی۔ ایک پہلو یعنی خوشی کا پہلو لیتے ہیں۔

پس انسان کو ہمیشہ دونوں پہلو مدنظر رکھنے چاہئیں۔ لیکن بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ کہ نہایت اہم باتوں کو نظر انداز کرکے چھوٹی چھوٹی باتوں میں پڑ جاتے ہیں۔ اور انہیں یہ پتہ بھی نہیں ہوتا۔ کہ دُنیا کس مصیبت میں مبتلا ہے۔ وہ اِدھر اُدھر دیکھتے ہی نہیں۔ اور سیدھے ایک ہی طرف چلے جاتے ہیں۔ جس طرح سؤر سیدھا ہی چلتا جاتا ہے۔ خواہ آگے سے کوئی نیزہ مار دے۔ یا کوئی اور خطرہ ہو۔ وہ رستہ بدلتا نہیں۔ بلکہ سیدھا ہی چلتا جاتا ہے۔ اسی طرح یہ لوگ بھی رستہ نہیں بدلتے۔ اور پھر بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو چھوٹے چھوٹے فتنوں سے بڑی تباہیوں کے سامان پیدا کرلیتے ہیں۔ شیعہ سنیوں کو دیکھ لو۔ ان میں کیسی چھوٹی چھوٹی باتوں پر جھگڑا ہے۔ کوئی بڑی بات نہیں۔ یہ نہیں۔

کہ شیعہ حضرت علیؓ کو بزرگ سمجھتے ہیں اور سنی نہیں سمجھتے۔ یہ نہیں کہ شیعہ ان کو امت اسلامیہ میں اعلیٰ مرتبہ کا سمجھتے ہیں اور سنی نہیں سمجھتے۔ شیعہ بھی ان کو بزرگ سمجھتے ہیں اور سنی بھی۔ شیعہ ان کو امام کہتے ہیں۔ اور سنی خلیفہ مانتے ہیں۔ بات ایک ہی ہے خلیفہ بھی تو امام ہی ہوتا ہے۔ سنی بھی اہلبیت سے محبت رکھتے ہیں۔ اور شیعہ بھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے ؏

جانم نثار کوچۂ آل محمد است

یعنی میری جان آل محمدؐ کے کوچہ پر نثار ہے۔ اور اس سے بڑھ کر محبت کیا ہو سکتی ہے۔ درحقیقت دونوں میں کوئی بڑا جھگڑا نہیں۔ کوئی خاص لڑائی نہیں۔ مگر پھر بھی اختلاف کس قدر بڑھا لیا ہے۔ اسی سفر کے دوران میں کراچی کے

ایک شیعہ رئیس

سے ایک دوست کسی کام کے سلسلہ میں ملنے گئے۔ وہ مذہباً شیعہ ہیں۔ مگر متعصب بالکل نہیں ہیں۔ اس وقت ایک شیعہ ایڈیٹر ان سے ملنے کے لئے باہر بیٹھے تھے۔ انہوں نے اس دوست سے کہا۔ کہ میں نے اس شخص کو بہت سمجھایا ہے۔ یہ روز شور مچاتا رہتا ہے کہ فلاں سنی کو شیعہ نے سلام کیوں کہہ دیا۔ اور ایسی ہی معمولی باتوں کے جھگڑے پیدا کرتا رہتا ہے۔ میں نے اسے کئی دفعہ کہا ہے کہ میں بھی شیعہ ہوں مگر مجھے ان باتوں پر کوئی غصہ نہیں آتا۔ باغ فدک پر تمہارا بڑا جھگڑا ہے۔ مگر جن سنیوں نے وہ لیا تھا وہ تو اب ہیں نہیں۔ موجودہ سنی ان کی اولاد بھی نہیں ہیں۔ اس لئے اس واقعہ کی وجہ سے ان کے ساتھ دشمنی کے کیا معنی ہو سکتے ہیں۔ لیکن اگر بہر حال تم لوگوں نے جھگڑا جاری ہی رکھنا ہے۔ تو

باغ فدک کی قیمت

ڈلوا لو۔ اور وہ مجھ سے لے لو۔ اور پھر اس جھگڑے کو ختم کردو۔ تو درحقیقت یہ سب جھگڑا معمولی باتوں پر ہی ہے۔

اور یونہی دست و گریباں ہو رہے ہیں۔ یہی حال

احمدیوں اور غیر احمدیوں

کا ہے۔ بے شک دونوں میں اختلاف ہے مگر ایسا نہیں جیسا ہندوؤں اور سکھوں سے ہے۔ ہندو اور سکھ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نعوذ باللہ جھوٹا سمجھتے ہیں۔ قرآن کریم کو نہیں مانتے۔ احکام اسلام کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔ اسلامی تمدن اور اسکے اقتصادی نظام کے خلاف ہیں مگر احمدیوں اور غیر احمدیوں میں ایسا اختلاف نہیں لیکن پھر بھی مسلمان مذہبی باتوں میں بھی

ہمارے مقابلہ میں غیروں کا ساتھ

دیتے ہیں۔ قرآن کریم میں بھی ایسے لوگوں کا ذکر ہے۔ مشرکین یہود کو مسلمانوں پر ترجیح دیتے تھے۔ حالانکہ مسلمان حج بیت اللہ کے قائل اور حضرت اسمٰعیل اور ان کی اولاد کی بڑی عزت کرتے ہیں۔ یہودی کفار کو مسلمانوں پر ترجیح دیتے تھے۔ حالانکہ مسلمان حضرت موسےٰ کو حضرت داؤد کو سچا نبی مانتے ہیں۔ اور بھی یہود کے بیسیوں نبیوں کو مانتے ہیں۔ اور ان کا ادب و احترام کرتے ہیں۔ ان کی کتابوں کو سچا مانتے ہیں۔

مذہبی احکام کی تفاصیل

میں بھی بہت حد تک دونوں میں اتفاق ہے۔ مگر پھر بھی یہود مسلمانوں کے خلاف مشرکین مکہ سے مل جاتے تھے۔ یہی حال آج اکثر مسلمانوں کا ہے۔ اول تو ہم دوسری قوموں کے ساتھ جھگڑے سے بچتے ہیں۔ لیکن اگر ہندوؤں۔ سکھوں یا عیسائیوں وغیرہ سے کہیں کوئی جھگڑا ہو جائے۔ تو مسلمان ہمارے خلاف فوراً ان سے مل جاتے ہیں۔ ایک پادری نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نالش کی۔ کہ آپ نے مجھے قتل کرانے کی سازش کی ہے۔ یہ دراصل

اسلام اور عیسائیت کا جھگڑا

تھا۔ کوئی جائیداد کا جھگڑا نہ تھا۔ کوئی تجارتی جھگڑا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور پادریوں میں نہ تھا۔ پادری صرف اس وجہ سے آپ کے مخالف تھے۔ کہ آپ عیسائیت کی مخالفت اور اسلام کی تائید کرتے ہیں۔ مگر مسلمان آپ کے خلاف اس پادری کے ساتھ ہو گئے۔ حتیٰ کہ

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی

تو آپ کے خلاف یہ گواہی دینے کے لئے آئے۔ کہ یہ شخص ایسا ہی ہے۔ اس نے ضرور ایسی بات کی ہوگی۔ حالانکہ چاہیئے تھا۔ کہ مسلمانوں کے دل میں غیرت ہوتی۔ اس کے بالمقابل ایک مخلص مسلمان کا واقعہ ہے۔ جب آتھم کی پیشگوئی اللہ تعالےٰ کے وعدہ کے مطابق ٹل گئی تو مخالف ہنسی ٹھٹھا کرتے تھے۔ ایک دن نواب صاحب بہاولپور کے دربار میں جو موجودہ نواب صاحب کے دادا تھے یہی تذکرہ ہونے لگا۔ اور امراء و درباریوں نے تمسخر و استہزاء شروع کیا۔ اس وقت

پیر غلام فرید صاحب چاچڑاں والے

بھی جو بڑے بزرگ اور نیک انسان تھے موجود تھے۔ ان پر اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کھول دی تھی۔ اور وہ آپ پر ایمان لے آئے تھے۔ لوگ بیٹھے ہنسی مذاق کرتے رہے۔ اور پیر صاحب چپ چاپ بیٹھے ان کی باتیں سن رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد نواب صاحب نے بھی اس استہزاء میں حصہ لینا شروع کیا جب تک تو درباری ایسی باتیں کرتے رہے۔ پیر صاحب چپ رہے۔ مگر جب نواب صاحب نے حصہ لیا تو آپ جلال میں آگئے۔ آپ نواب صاحب کے پیر تھے۔ اس لئے نواب صاحب ان کی بہت عزت کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں تو حیران ہوں۔ کہ تم لوگ کس بات پر ہنستے ہو۔ کیا اس پر کہ اسلام ہار گیا۔ اور عیسائیت جیت گئی۔ تم لوگوں کو غیرت سے کام لینا چاہیئے۔ مرزا صاحب نے آتھم سے مقابلہ

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کو قائم کرنے کے لئے کیا تھا۔ یا اپنی عزت کے لئے۔ پھر آپ نے بڑے جلال میں آکر فرمایا۔ کہ تم کہتے ہو کہ آتھم زندہ ہے۔ مجھے تو اس کی لاش سامنے پڑی دکھائی دیتی ہے۔ آخر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے ماتحت وہ مر بھی گیا۔ پیر صاحب مرحوم نے ان لوگوں کو یہ سبق دیا۔ کہ جب غیرت کا سوال ہو تو انسان کو چھوٹی چھوٹی دشمنیوں کو بھلا دینا چاہیئے۔ اور اس سے بھی بڑھ کر جب کوئی ملکی سوال درپیش ہو تو ہندوستان اور سکھ عیسائی کا سوال بھی پیدا نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ

وقت ہندوستان کے لئے بہت نازک ہے

بدقسمتی یا خوش قسمتی سے سب ملک ہندوستان کو سونے کی چڑیا سمجھتے ہیں۔ ہمیں تو یہاں وہ سونا نظر نہیں آتا۔ لیکن دوسرے ملک یہ سمجھتے ہیں۔ کہ جو دولت یہاں ہے وہ کہیں اور نہیں۔ اس لئے مختلف قومیں چاہتی ہیں۔ کہ اس پر قبضہ کرلیں۔ جاپان۔ روس۔ اٹلی اور جرمنی ہر ایک چاہتا ہے۔ کہ یہ ملک اس کے قبضہ میں آجائے۔ اور اس کے وسیع ذرائع اسے مل جائیں۔ اور قدرتی طور پر جنگ کے موقعہ پر ان کی نظریں اور بھی زیادہ حرص اور لالچ کی وجہ سے اس ملک پر لگی ہوئی ہیں ایسے وقت میں

ہندوستانیوں کے لئے بہت بڑے خطرہ کا مقام

ہے۔ اور انہیں سوچنا چاہیئے۔ کہ اپنی اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کی عزت کو بچانے کے لئے انہیں کیا کرنا چاہیئے۔ چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ ایسے نازک وقت میں سب ملکر ملک کی حفاظت کی تدابیر کرتے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ کئی لوگ ایسے ہیں۔ جو جائز و ناجائز باتوں سے خواہ مخواہ مختلف اقوام میں فتنہ پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ مثلاً

آجکل ہی ایک فتنہ

پیدا کیا جا رہا ہے۔ ایک سکھ اخبار

نے بارہ سال کی ایک پُرانی تحریر اس رنگ میں شائع کی۔ کہ گویا یہ کوئی مخفی سرکلر ہے۔ جو نظارت اعلیٰ کی طرف سے جماعتوں کو بھیجا گیا ہے اور اب دُوسرے اخبار بھی اسے اس رنگ میں شائع کر رہے ہیں۔ کہ گویا جماعت احمدیہ کو

سکھوں کے خلاف مسلح

کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ یہ بات ہی حماقت کی ہے۔ دینی نقطۂ نگاہ کو جانے دو۔ کیونکہ سکھ تو یہ نہیں مانتے۔ کہ ایک مومن سَو پر غالب آسکتا ہے وہ تو صرف ظاہری حالات کو ہی دیکھتے ہیں۔ اور وہ شور بھی اسی لئے مچا رہے ہیں۔ کہ سمجھتے ہیں۔ ان کے خلاف دُنیوی تیاری کی جا رہی ہے لیکن وہ سوچیں۔ تو سہی۔ کہ تیس لاکھ قوم کا چند ہزار آدمی مقابلہ کر کیسے سکتے ہیں۔ اور تیس لاکھ بھی ایسے جو مال و دولت کے لحاظ سے زمین کی ملکیت کے لحاظ سے اور طاقت کے لحاظ سے ان چند ہزار سے ہزاروں گنا زیادہ ہیں۔ کیا کوئی عقلمند یہ سمجھ سکتا ہے۔ کہ چند ہزار کی چھوٹی سی جماعت دُنیوی سامانوں کے ساتھ ایسی تیس لاکھ قوم سے لڑ سکتی ہے جس کے پاس کئی ریاستیں ہیں۔ اور دولت ہے۔ روحانی نقطۂ نگاہ علیحدہ ہے۔ اسے تو جانے دو بے شک روحانی لحاظ سے تو ایک آدمی ساری دُنیا سے بھی لڑ سکتا ہے۔ مگر یہاں تو

دُنیوی سامانوں سے جنگ کا سوال

ہے۔ جب روحانیت کے ساتھ مقابلہ کا سوال ہو۔ اس وقت اخبار کیا کرسکتے ہیں۔ ایسے وقت میں تو حکومتیں بھی کچھ نہیں کر سکتیں۔ چہ جائیکہ اخباری پراپیگنڈا سے کچھ ہو سکے۔ مگر یہاں تو دُنیوی لحاظ سے لڑائی کا سوال ہے اور کوئی عقلمند یہ تسلیم نہیں کر سکتا۔ کہ دُنیوی لحاظ سے احمدیہ جماعت سکھوں کا مقابلہ کر سکتی ہے سکھوں کی آبادی تیس لاکھ ہے۔ ان کی

پنجاب میں چھ سات ریاستیں بھی ہیں۔ ہماری نسبت لاکھوں گنا زیادہ دولت ان کے پاس ہے۔ اور زمینیں بھی بہت زیادہ ہیں۔ اور ان حالات میں سکھوں کا یہ شور مچانا۔ کہ گویا احمدی ان پر حملہ کرنے والے ہیں۔ ایسی ہی بات ہے۔ جیسے کوئی بڑا پہلوان ایک نوزائیدہ بچہ کے متعلق کہے کہ یہ مجھے قتل کر دے گا۔ ظاہر ہے۔ کہ ایسے پہلوان کو ہر شخص پاگل کہے گا اسی طرح جو شخص یہ کہتا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ سکھوں پر حملہ کرنے والی ہے وہ بھی عقلمند نہیں کہلا سکتا۔

یہ تحریر اپنی ذات میں

بھی ایسی نہ تھی۔ کہ اس کی بناء پر سکھ اس قدر شور مچاتے۔ ان کو یہ تو سمجھنا چاہیئے تھا۔ کہ کیا یہ بات ممکن بھی ہے یہ تو شرارت ہے۔ جو ان کو بے وقوف بنانے کے لئے کی گئی ہے۔ گذشتہ مردم شماری کے رُو سے پنجاب میں ہماری تعداد صرف ۵۶ ہزار تھی۔ اور سکھ قریباً تیس لاکھ تھے۔ پھر ہمارے پاس تو دس گاؤں کی بھی کوئی ریاست نہیں۔ اور ان کی کئی بڑی بڑی ریاستیں ہیں۔ پٹیالہ۔ نابھ جیند۔ کپورتھلہ فرید کوٹ اور بعض اور بھی چھوٹی چھوٹی ریاستیں ہیں۔ ان ریاستوں کے پاس فوجیں۔ توپ خانے اور ہوائی جہاز بھی ہیں۔ پھر اس ملک میں انگریزوں کی حکومت ہے۔ اور ان کے پاس بھی بہت کچھ سامانِ جنگ اور طاقت ہے۔ بہت سے سکھ فوج میں ملازم ہیں۔ اندرونی تنظیم ان کی مکمل ہے۔ اور وہ دو کروڑ مسلمانوں کو آئے دن دھمکاتے رہتے ہیں۔ پھر یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ ۵۶ ہزار احمدی ان پر حملہ کریں۔ یہ تو ایسی بات ہے۔ کہ اگر کوئی ان سے کہتا۔ تو ان کو اسے یہ کہنا چاہیئے تھا۔ کہ ہم ایسے بے وقوف نہیں۔ کہ ایسی باتوں کو درست سمجھ سکیں۔ ان کو تو ایسے شخص سے لڑنا چاہیئے تھا۔ کہ تم ہمیں بے وقوف بنا رہے ہو۔ اور ذلیل کرنا چاہتے ہو یہ تو

عبدالرحمٰن مصری کی کارستانی

ہے۔ کہ اس نے ایک ایسی تحریر کو۔ کہ جس کی کوئی حیثیت نہیں۔ خواہ مخواہ لوگوں کو ورغلایا۔ اور شور مچایا۔ لیکن سکھوں کو اس پر اعتبار نہ کرنا چاہیئے تھا۔ اور سمجھنا چاہیئے تھا۔ کہ یہ شخص ان کا نادان دوست ہے۔ اگر یہ واقعہ ہے۔ کہ ۵۶ ہزار احمدی تیس لاکھ ایسی قوم پر جس کے پاس کئی ریاستیں۔ مال و دولت اور سامان ہے حملہ کر سکتی ہے۔ تو سکھوں کے لئے تو واقعی بہت خطرہ کا مقام ہے۔ حیرت تو یہ ہے۔ کہ

بعض مسلم اخبار

سکھوں سے بھی زیادہ شور مچا رہے ہیں۔ ان کو سوچنا چاہیئے تھا۔ کہ یہ تو بارہ سال کی پُرانی تحریر ہے۔ اس بارہ سال کے عرصہ میں احمدیوں نے کتنی چڑھائیاں سکھوں پر کی ہیں۔ اگر ہمارا یہ ارادہ ہوتا۔ تو ۱۹۲۸ء سے لے کر آج تک اس کے کوئی آثار تو ظاہر ہوتے۔ اور اب تک کئی چڑھائیاں سکھوں پر ہو چکی ہوتیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ آج سکھوں کے ساتھ ہمارے تعلقات اس زمانہ سے بہت اچھے ہیں۔

اس میں

ایک اور قابلِ غور بات

یہ ہے۔ جسے ہمارے اخباروں نے بھی پیش نہیں کیا۔ کہ اگر کوئی ایسا سرکلر بھیجا جاتا۔ تو وہ ناظر امور عامہ کی طرف سے ہونا چاہیئے تھا۔ نہ کہ ناظر اعلیٰ کی طرف سے۔ ہمارے نظام کے لحاظ سے اس کا تعلق ناظر امور عامہ سے ہے۔ ناظر اعلیٰ سے نہیں۔ یہ امر بھی اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ

ایسا کوئی سرکلر ہے ہی نہیں

ناظر اعلیٰ تو آئینی لحاظ سے ایسا سرکلر بھیجنے کا مجاز ہی نہیں۔ ناظر اعلیٰ کی طرف سے ایسے سرکلر کا بھیجا جانا تو ہمارے کانسٹی ٹیوشن کے ہی خلاف ہے۔ اگر ایسا سرکلر بھیجا جاتا۔ تو ناظر امور عامہ کی طرف سے بھیجا جاتا۔ پس یہ بات سرے سے بناوٹی ہے۔

حقیقت صرف اتنی ہے

کہ جس زمانہ میں سکھوں نے ہمارا منڈی گرایا۔ تو مختلف اشخاص نے ایسی تجاویز لکھیں۔ کہ ایسے واقعات کے انسداد کے لئے کیا کرنا چاہیئے۔ اور ایک افسر نے اپنی ذاتی حیثیت میں وہ تجاویز نوٹ کیں۔ جو اخبار میں شائع کی گئی ہیں۔ لیکن نہ وہ کبھی انجمن میں پیش ہوئیں۔ اور نہ اس نے انہیں منظور کیا۔ یہ ایک فرد کے خیالات تھے۔ اور

ایک فرد کے خیالات

کی ذمہ واری ساری قوم پر کس طرح عائد ہو سکتی ہے۔ کیا سکھ اس اصول کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ کہ اگر کوئی سکھ کوئی بات کہے۔ یا کسی کو دھمکی دے۔ تو اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ وہ دھمکی ساری قوم کی طرف سے ہے۔ یہ بھی ایک شخص کے خیالات ہیں جنہیں قوم نے کبھی منظور نہیں کیا۔

قوم کی ذمہ واری

اس صُورت میں ہو سکتی تھی۔ کہ انجمن ان باتوں کو منظور کرتی۔ یا خلیفۂ وقت منظور کرتا۔ پس ایسے وقت میں جبکہ ملک کو اس بات کی ضرورت ہے۔ کہ سب قومیں مل کر حفاظت کی تدابیر اختیار کریں۔ ایسی بے بنیاد باتوں کی بناء پر شور مچانا۔ اور فتنہ پیدا کرنا عقلمندی نہیں۔ اور

عجیب بات

یہ ہے۔ کہ سکھ تو ایک دفعہ بیان کر کے چپ ہو گئے ہیں۔ مگر بعض مسلمان اخبار برابر شور مچاتے جا رہے ہیں۔ اور ان کی مثال ویسی ہو رہی ہے۔ کہ ”ماں سے زیادہ چاہے پھَپھَّے کُٹنی کہلائے“ وہ سکھوں سے بھی زیادہ ان کے ہمدرد بنے ہوئے ہیں مصری کو مرتد ہوئے بھی چار سال ہو چکے ہیں اور یہ کاغذ اب اخبارات میں شائع کیا جا رہا ہے۔ پہلے تو اس کے ایجنٹ علاقہ کے سکھوں کو یہ کاغذ دکھاتے رہے۔ مگر وہ چونکہ حالات سے واقف تھے۔ اور اپنے ساتھ ہمارے عمل کو دیکھ رہے تھے۔

اس لئے ان پر تو اس کا کوئی اثر ہوا نہیں۔ وہ جانتے تھے کہ یہ محض ایک فرد کی تجاویز ہیں جنہیں جماعت نے قبول نہیں کیا۔ اور جن پر کبھی عمل نہیں ہوا۔ اور یہ تجاویز بھی ایک

اشتعال کے وقت

کی ہیں۔ ایسے اشتعال کے وقت کی۔ کہ اگر کبھی سکھوں پر ایسا وقت آئے۔ تو وہ اس سے لاکھوں گنا زیادہ سخت تجاویز کریں کہ اگر سکھوں کے کسی مقدس مقام پر جاکر کوئی عمارت گرادی جائے۔ تو ہزاروں سکھ ایسے ہی خیالات کا اظہار نہ کریں گے۔ اگر کریں گے اور ضرور کریں گے تو یہ تو احمدیوں کی شرافت ہے۔ کہ ان میں سے صرف ایک شخص کے ذہن میں ایسی تجاویز آئیں۔ صرف ایک سے اشتعال ظاہر ہوا۔ اور باقی ساری قوم نے اس اشتعال کو دبا لیا۔ اور اس شخص کی تحریک کو قوم نے قبول نہ کیا۔ سکھوں کو تو اس پر خوش ہونا چاہیئے تھا۔ کہ ایسے جوش کے خیالات کو قوم نے قبول نہیں کیا۔ مگر عجیب بات ہے کہ وہ بجائے ممنون ہونے کے الٹا شور مچا رہے ہیں۔ میرے نزدیک تو

حکومت کے لئے بھی

یہ شکریہ کا موقعہ تھا۔ یقیناً اس کی کوئی اور مثال نہیں مل سکتی۔ کہ کسی قوم نے ایسے اشتعال کے موقعہ پر ایسے تحمل اور صبر کا نمونہ دکھایا ہو۔ صرف ایک احمدی جماعت ہی ہے جس نے ایسے شدید اشتعال کے موقعہ پر ایسے صبر کا نمونہ دکھایا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اس پر اس کی تعریف کرنے کی بجائے الٹا شور مچایا جا رہا ہے۔

آج ہر عقلمند تسلیم کرتا ہے۔ کہ یہ بہت نازک موقعہ ہے۔ اور جو لوگ آج ایک بارہ سال کی پرانی بات کو لے کر خواہ مخواہ فتنہ انگیزی کرتے ہیں۔ ان کے عمل سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ موقعہ کی نزاکت کو نہیں سمجھتے۔ چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ اگر کوئی اتنی پرانی بات واقعہ میں بھی ہوتی۔ تو بھی اسے نظر انداز کر دیتے۔ اور کہہ دیتے کہ یہ ایسی باتوں کا وقت نہیں پھر دیکھا جائے گا۔ مگر یہاں تو کوئی بات بھی نہیں۔ اور

خواہ مخواہ کا فتنہ

پیدا کیا جا رہا ہے۔ جو اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ ان لوگوں کو ملک سے کوئی ہمدردی نہیں۔ اور اس کی مصیبت کا انہیں کوئی احساس نہیں۔

حضرت سلیمانؑ کا واقعہ

ہے۔ کہ ان کے زمانہ میں ایک شخص کی دو بیویاں تھیں۔ اور دونوں کا ایک ایک لڑکا تھا۔ وہ شخص باہر گیا ہوا تھا۔ اور کئی سال باہر رہا تھا۔ اس کی بیویاں کہیں سفر سے واپس آرہی تھیں کہ رستہ میں ایک کے لڑکے کو بھیڑیے نے کھا لیا۔ اس نے خیال کیا کہ میرا خاوند آئے گا تو دوسری بیوی کی گود میں چونکہ لڑکا ہے۔ اس سے زیادہ محبت کرے گا۔ اور میری قدر نہیں کریگا۔ پھر اس نے سوچا۔ کہ خاوند تو جب گیا تھا بچے چھوٹے ہی تھے اور وہ تو ان کی شکل سے بھی واقف نہیں۔ کیوں نہ میں دوسری کا لڑکا اٹھا لوں کہ یہ میرا ہے۔ اور جسے بھیڑیے نے کھایا۔ وہ دوسری کا تھا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ اور دوسری عورت کے بچے کو اٹھا کر کہا۔ کہ یہ میرا ہے۔ دونوں میں اس پر جھگڑا ہوا۔ اور مقدمہ حضرت داؤدؑ کے پاس گیا۔ انہوں نے اسے حضرت سلیمانؑ کی طرف منتقل کر دیا حضرت سلیمانؑ نے بہت کوشش کی۔ مگر اصل بات معلوم نہ کر سکے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ اچھا چھری لاؤ۔ میں لڑکے کو آدھا آدھا کرکے دونو میں تقسیم کر دیتا ہوں۔ اب اصل ماں کو تو ماننا تھی۔ دوسری کو کیا درد تھا۔ وہ کہنے لگی۔ کہ یہ بہت اچھا انصاف ہے۔ اسی طرح کر دیں۔ اس نے سوچا۔ کہ جب دونوں کا ہی بچہ نہ رہے گا تو دونوں کی حیثیت ایک سی ہوگی۔ مگر حقیقی ماں نے جب یہ فیصلہ سنا۔ تو کہنے لگی۔ کہ یہ بچہ دوسری کا ہے۔ اسے ہی دے دیں۔ اور ٹکڑے ٹکڑے نہ کریں۔ تو جہاں خیر خواہی ہوتی ہے۔ وہاں انسان جائز جذبات کو بھی دبا دیتا ہے۔ ان لوگوں کے دل میں اگر

ملک کی خیر خواہی

ہوتی تو ان کو چاہیئے تھا۔ کہ کہتے ان باتوں کو ابھی رہنے دیں۔ اس وقت ملک پر مصیبت ہے۔ یہ باتیں بعد میں دیکھی جائیں گی۔ مگر افسوس کہ ان لوگوں نے ایک بے بنیاد بات کو لے کر ایسے نازک وقت میں فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور خصوصیت کے ساتھ مسلمانوں پر افسوس ہے۔ کہ جو اس دھوکہ میں آگئے۔ یہ بات نہ سکھوں نے سوچی۔ اور نہ مسلمانوں نے کہ یہ ممکن بھی ہے کہ احمدی سکھوں پر حملہ کر سکیں۔ ہندوستان میں انگریزوں کی اتنی بڑی طاقت کی موجودگی میں ۵۶ ہزار احمدی تیس لاکھ سکھوں پر حملہ کر کیسے سکتے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ کسی نے بھی اس فریب کو نہ سمجھا۔

مسلمانوں پر زیادہ افسوس

اس لئے ہے۔ کہ یہ اسلامی شعار کا سوال تھا۔ سکھوں نے پہلے تو یہ دھمکیاں دیں۔ کہ ہم یہاں مذبح بننے نہ دیں گے اور اگر بنا تو گرا دیں گے۔ اور اس طرح ساری قوم میں یہ احساس پیدا کیا۔ کہ ہم مذبح گرا سکتے ہیں۔ مگر مسلمان محض ہماری مخالفت کی وجہ سے سکھوں کی تائید کر رہے ہیں۔ اور یہ نہیں سوچتے۔ کہ ہمارے ساتھ دشمنی کرنے کے جوش میں وہ اپنے ساتھ دشمنی کر رہے ہیں۔ اور ان پر وہی مثال صادق آتی ہے کہ

پرائی بدشگونی میں اپنی ناک کٹوانا

اور اس طرح یہ مسلمان اخبار پنجاب میں مسلمانوں کے لئے کانٹے بو رہے ہیں۔ اور مشکلات پیدا کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ایسی باتوں سے ملک کو بھی نقصان پہونچیگا۔ یہ ایسا وقت ہے کہ اپنے جذبات کو دبانا چاہیئے۔ اور تمام طاقت

ملک کی حفاظت کی تدابیر

پر صرف کرنی چاہیئے۔ اور اللہ تعالےٰ سے ایسی دعائیں کرنی چاہئیں۔ کہ زمین و آسمان ہل جائیں۔ اگر دوسرے لوگ اپنے فرض سے غافل ہیں۔ تو کم سے کم ہماری جماعت کو چاہیئے کہ ایسی باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ کے حضور دعاؤں میں لگی رہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ

یتیم کے دل سے نکلی ہوئی دعا

عرش الٰہی کو ہلا دیتی ہے۔ اور ہم سے زیادہ یتیم آج کون ہے۔ جن کے پیچھے ساری دنیا پڑی ہوئی ہے۔ ہم بھی اگر دعا کریں۔ تو ضرور عرش الٰہی ہلیگا۔ مگر شرط یہی ہے کہ دعا دل سے نکلی ہوئی ہو اور ہم دعا کرنا جانتے ہوں۔ اناڑی کی طرح نہ ہو۔ کیونکہ اناڑی جب ہتھیار لے کر کھڑا ہو۔ تو دوسرے کو مارنے کے بجائے اپنے آپ کو زخمی کر لیتا ہے۔ پس

دعا بھی ایک فن ہے

جو ہمیں سیکھنا چاہیئے۔ اور اس کے مطابق دعا کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ کی مختلف صفات ہیں۔ اور انسان کی ضرورت جس صفت سے متعلق ہو۔ اسی کا نام لے کر دعا کرنی چاہیئے۔ جو شخص اس طرح دعا مانگتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اسے سنتا ہے مگر بعض لوگ اس فرق کو نہیں سمجھتے۔ وہ بعض دفعہ یوں دعا کرتے ہیں۔ کہ اے ارحم الراحمین میرے دشمن کا بیڑا غرق کر دے۔ یا اے شدید العقاب مجھے بیٹا عطا کر۔ یہ دعا کا غلط طریق ہے۔ پس دوستوں کو چاہیئے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے صفات کو صحیح طور پر سمجھیں۔ اور پھر دعائیں کریں۔ اور اخلاص سے دعائیں کریں۔

جنگ بالکل ہندوستان کے قریب

پہونچ گئی ہے۔ اور ہمیں یقین ہے کہ اللہ تعالےٰ ضرور مومن کے لئے بہتری کی صورت پیدا کرے گا بشرطیکہ وہ اس کے آستانہ پر گرے۔ اور اس کی طرف رجوع کرے ؛:

جماعت احمدیہ کے گزشتہ ہفتہ کے اہم واقعات

(۱)

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ ۱۲ ماہ ہجرت (مئی) دس بجے شب بخیر و عافیت سندھ سے واپس تشریف لے آئے تھے۔ احمدیہ چوک میں حضرت مولوی شیر علی صاحب۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب۔ جناب چودھری فتح محمد صاحب۔ جناب مولوی عبدالمغنی خانصاحب اور دیگر بہت سے اصحاب استقبال کے لئے موجود تھے۔ حضور کے خدام بھی واپس آ گئے ہیں۔ ان ایام میں حضور کو سردرد اور بواسیر کی تکلیف رہی ہے۔ ۲۵ مئی کو حضور آل انڈیا ریڈیو سٹیشن لاہور پر تقریر کرنے کے لئے لاہور تشریف لے گئے۔ اور ۲۶ کو واپس تشریف لائے

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا کے فضل سے عموماً اچھی رہی۔ الحمدللہ ۲۶ مئی کو حضرت ام المومنین۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے ہمراہ جناب مرزا عزیز احمد صاحب کے ہاں امرتسر تشریف لے گئیں۔ اور اسی دن ڈیڑھ بجے کے قریب واپس آ گئیں۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں خدا تعالےٰ کے فضل سے خیر و عافیت ہے۔

(۲)

گزشتہ ہفتہ کا ایک خاص واقعہ یہ ہے کہ ۲۵ مئی ۹ بجے شب حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے بذات خود آل انڈیا ریڈیو سٹیشن لاہور سے اردو میں ایک تقریر براڈکاسٹ فرمائی۔ جسے دہلی اور لکھنؤ سے بھی نشر کیا گیا۔ اور اس دن خبروں کے سلسلہ میں بھی اس تقریر کا خلاصہ ریڈیو پر اردو و انگریزی میں سنایا گیا۔ حضور نے اس تقریر میں عراق کے موجودہ حالات پر تبصرہ فرمایا۔ یہ مفصل تقریر روزانہ "الفضل" میں ۲۶ مئی کی صبح کو شائع کر دی گئی۔

(۳)

۲۶ مئی کو آنریبل چودھری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے شملہ سے ریڈیو "نئی دنیا کے موضوع" پر ایک تقریر براڈکاسٹ کی۔ جو دہلی۔ لکھنؤ اور لاہور کے ریڈیو سٹیشنوں سے نشر کی گئی۔ اس کا خلاصہ دوسرے دن کے "الفضل" میں شائع کیا گیا۔ اور مفصل تقریر انشاء اللہ جلد درج اخبار کی جائے گی۔

(۴)

گزشتہ ہفتہ پنجاب یونیورسٹی کے امتحان میٹرک کا نتیجہ نکلا۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول کا نتیجہ تو افسوسناک رہا۔ کیونکہ ۸۶ طلباء میں سے ۵۰ پاس ہوئے۔ لیکن نصرت گرلز ہائی سکول قادیان کا نتیجہ نہایت شاندار رہا۔ آٹھ لڑکیاں امتحان میں شریک ہوئی تھیں۔ جو سب پاس ہو گئیں۔ پانچ فرسٹ ڈویژن میں اور تین سیکنڈ ڈویژن میں۔ جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کی لڑکی سلیمہ بیگم صاحبہ نے ۶۶۴ نمبر حاصل کئے۔ اور تمام پنجاب میں اوّل رہیں۔ خدا تعالےٰ یہ کامیابی مبارک کرے۔

(۵)

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کے ماتحت چونکہ مجلس خدام والانصار نے ۲۴ تا ۳۰ مئی مسئلہ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ہفتہ تعلیم و تلقین منایا۔ اس لئے ان ایام میں مسئلہ نبوت پر روزانہ "الفضل" میں حسب ذیل مضامین کئی قسطوں میں شائع کئے گئے (۱) مسئلہ نبوت از تحریرات مولوی محمد علی صاحب۔ (۲) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعوےٰ نبوت حضور کی تحریرات کی رو سے۔ (۳) رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں نبوت کے اجراء کا ثبوت ائمہ سلف کے اقوال سے۔

(۶)

گزشتہ ہفتہ میں ایک علمی مضمون علم اکسیر اور علم کیمیا کے متعلق کئی قسطوں میں شائع کیا گیا۔ جسے جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے نہایت محنت اور تحقیق سے لکھا۔ اس وقت تک کئی نمبروں میں اس علم کے اس تاریک پہلو کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو عوام میں رائج ہے۔ اور جو بہت سے لوگوں کی تباہی و بربادی کا باعث بنتا ہے۔ روزانہ "الفضل" کے آئندہ پرچوں میں اس کا روشن پہلو بھی پیش کیا جائے گا۔

(۷)

اس ہفتہ جماعت کی تعلیم و تربیت کے لئے حسب ذیل مضامین شائع کئے گئے (۱) ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (۲) والدین کا اولاد کے متعلق مذہبی فرض (۳) تبلیغ اسلام کے لئے کیسے مجاہدین ہونے چاہئیں (۴) رشتہ و ناطہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم (۵) احمدی بچوں کی تربیت و اصلاح۔

(۸)

حکومت سرحد نے کسی غلط فہمی کی بناء پر قاضی محمد یوسف صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ صوبہ سرحد کی کتاب "درعدن" مطبع سے ہی ضبط کر لی ہے یہ قاضی صاحب موصوف کی ان نظموں کا مجموعہ تھا۔ جو پہلے کئی بار شائع ہو چکی ہیں۔ اور جنہیں کتابی صورت میں بھی دوسری بار شائع کیا جا رہا تھا۔ اس کے متعلق حکومت صوبہ سرحد کو اصل حالات پیش کر کے توجہ دلائی گئی۔ کہ اس کا ضبط کرنا کسی صورت میں بھی مناسب نہیں ہے (۲) کشمیر میں بغیر کسی روک ٹوک کے عیسائیت کی اشاعت کی طرف حکومت کشمیر کو توجہ دلا کر مطالبہ کیا گیا۔ کہ تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں جو یہ پابندی عائد ہے۔ کہ اگر کوئی ہندو مسلمان ہو جائے تو اسے جدی جائیداد سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ اسے بھی دور کیا جائے کیونکہ صرف اسلام قبول کرنے والوں کو اس کا پابند بنانا انصاف کے سخت خلاف ہے (۳) میٹرک پاس کرنے والے نوجوانوں کو تحریک کی گئی ہے۔ کہ وہ اب دفاتر کی ملازمت کی تلاش میں مارے مارے پھرنے کے بجائے ان محکموں میں بھرتی ہو جائیں جو جنگ کو کامیاب بنانے کے لئے گورنمنٹ نے جاری کئے ہیں۔ تاکہ ایک طرف تو ملک اور قوم کی خدمت کے لئے ضروری تربیت حاصل کر سکیں۔ اور دوسری طرف اپنے لئے اور اپنے اقارب کے لئے معاش پیدا کر سکیں۔ (۴) ایک مضمون میں احرار سے پوچھا گیا ہے۔ کہ اس وقت جبکہ ہندوستان پر نہایت نازک وقت آ رہا ہے۔ احراری لیڈر کیوں خاموش بیٹھے ہیں۔ اور کیوں یہ نہیں بتاتے کہ ان کے پیروؤں کو اس وقت کیا کرنا چاہئیے۔ جنگ کو کامیاب بنانے کے لئے حکومت کی امداد کی جائے۔ یا اپنی اور اپنے ملک کی حفاظت کے لئے اور کیا کرنا چاہئیے۔

(۹)

سکھوں کے متعلق فرضی خفیہ سرکلر کے نام سے چونکہ آریہ اخبارات نے پھر شرارت کی۔ اس لئے یہ انعامی چیلنج دیا گیا۔ کہ اس قسم کے سرکلر کی وہ جتنی کاپیاں مہیا کر دیں۔ انہیں فی کاپی ایک سو روپیہ انعام دیا جائے گا۔ (۲) چونکہ عراق کو آجکل جنگی لحاظ سے بہت اہمیت حاصل ہے۔ اس لئے ایک مضمون میں بتایا گیا۔ کہ تیل کے چشموں کے لحاظ سے اس کی کیا حالت ہے۔ (۳) مولوی ثناء اللہ صاحب کے ایک اعتراض کے جواب میں بتایا گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ اربعین کے چالیس اشتہارات کیوں شائع نہ فرمائے۔ اور ان کے شائع نہ کرنے کی وجہ سے آپ پر کوئی اعتراض نہیں پڑتا۔ (۴) ایک مضمون کے سلسلہ میں اخبار "زمیندار" نے لکھا تھا۔ کہ بے شک مسلمانوں کے دوسرے فرقے ایک دوسرے کو کافر قرار دیتے ہیں۔ مگر زندقہ و ارتداد کے متعلق کسی مسئلہ پر بھی مسلمانوں کا اتفاق نہیں۔ لیکن مرزائیوں کے متعلق شیعوں سنیوں اور اہل حدیثوں کا متفقہ فیصلہ ہے۔ اس کے متعلق اسے بتایا گیا۔ کہ یہ اتفاق جماعت احمدیہ کے خلاف نہیں

بلکہ اس کے حق میں شہادت ہے۔ کیونکہ ایسے ہی اتفاق کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الکفر ملۃ واحدۃ یعنی حق وصداقت کے مقابلہ میں کفر کی مختلف طاقتیں متفق ہوجایا کرتی ہیں۔ پس جو لوگ ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں۔ وہ اگر سارے کے سارے جماعت احمدیہ کے مقابلہ میں متفق ہوگئے ہیں تو یہ الکفر ملۃ واحدۃ کا ثبوت ہے۔

(۱۰)

انچارج صاحب تحریک جدید نے ایسے اصحاب کی فہرست شائع کی ہے۔ جنہوں نے ۱۹۲۶ء میں یا اس کے بعد ایک اعلان کے ماتحت بکڈپو میں کچھ رقم قرآن شریف کے ترجمہ اور تفسیری نوٹوں کی خریداری کے لئے پیشگی ارسال کی تھی۔ مگر یاد نہ رہنے کی وجہ سے انہوں نے تفسیر شائع ہونے پر پوری قیمت ادا کرکے خرید لی۔ اب ان کی رقم آئندہ شائع ہونے والی جلد کے حساب میں بطور پیشگی جمع کرلی گئی ہے نیز ایسے اصحاب جن کی طرف سے تفسیر کی قیمت وصول ہے۔ مگر ان کے موجودہ پتے معلوم نہیں۔ ان کے پتے معلوم کرنے کیلئے اعلان کیا گیا ہے۔

(۲) نظارت بیت المال نے اعلان کیا ہے کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل میں نائیجیریا میں مسجد احمدیہ تعمیر کرانے کا بندوبست کیا گیا ہے۔ جس کے لئے اڑھائی ہزار روپیہ جمع ہوچکا ہے۔ مگر ابھی اتنے ہی اور روپیہ کی فوری ضرورت ہے۔ احباب اس نہایت ہی ثواب کے کام میں شریک ہو کر جنت میں اپنا گھر بنائیں۔

(۳) مختلف مقامات میں تبلیغ احمدیت کی رپورٹیں درج کی گئیں۔

(۴) ۲۱ تا ۲۷ اپریل بیعت کرنے والوں کی فہرست شائع کی گئی۔ یہ تعداد ۱۵۹۸ تک بفضل خدا پہنچ چکی ہے

(۵)۔ مختلف مقامات کی احمدی جماعتوں کے عہدہ داروں کے تقرر کا نظارت اعلیٰ کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے۔

جماعت احمدیہ کے مقابلہ میں غیر مبایعین کی ناکامی!

غیر مبایعین پچیس ۲۵ سال سے متواتر جماعت احمدیہ کی مخالفت کر رہے ہیں۔ اور حقیقت شناس نگاہیں اچھی طرح جانتی ہیں۔ کہ غیر مبایعین کی قوت عمل زیادہ تر اس بات پر صرف ہورہی ہے۔ کہ کسی طرح جماعت احمدیہ کی ترقی کو روکا جائے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قائم کردہ نظام خلافت کو درہم برہم کیا جائے۔ آجکل یہ مخالفت زوروں پر ہے۔ مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء اس خیال میں مبتلا ہیں۔ کہ وہ خلافت احمدیہ کو مٹانے میں کامیاب ہوجائیں گے۔ اور یہ کہ معاذ اللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ جماعت اب آخری ہچکیاں لے رہی ہے۔ چنانچہ پیغام صلح ۸ مئی میں لکھا ہے:-

"جماعت قادیان کے الوہی ادارے زوال پذیر ہیں زمانہ کے سنگ امتحان پر انکا کھوٹا ہونا نمایاں ہوچکا ہے عقائد کے غلو اور الوہیت کے مخروج پیکر کی اضطراری چیخیں اب صرف چیخیں نہیں۔ بلکہ موت کی آخری ہچکیاں ہیں۔ ان عقائد باطلہ کے ٹمٹماتے ہوئے چراغ نے سنبھالا لیا ہے جن کا سکون اور درخشانی گو سطحی نظر کو شاندار معلوم دیتی ہو۔ لیکن ہم وثوق سے کہتے ہیں۔ کہ یہ شعلہ سیاہ پوش ہے۔ اس کی زندگیوں کے دن انگلیوں پر شمار کئے جاسکتے ہیں۔"

اسی طرح مولوی محمد علی صاحب نے اپنے خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار پیغام صلح ۱۲ مئی میں کہا:- "قادیان کی اصلاح کا وقت قریب آگیا ہے۔ جس کے لئے خدا نے یہ بڑا زبردست ہتھیار تمہارے ہاتھ میں دیا ہے۔ یعنی جنازہ کا مسئلہ ان کے پاؤں اکھڑ چکے ہیں۔ اب ذرا زور لگانے کی بات ہے۔"

ان اقتباسات سے ظاہر ہے۔ کہ غیر مبایعین اپنا سب سے بڑا کارنامہ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ کسی طرح جماعت احمدیہ کو زک پہنچائی جائے۔ اور اس کے لئے وہ اپنا سارا زور صرف کر رہے ہیں۔ ان کی عملی حالت بھی اس بات پر شاہد ہے۔ کہ وہ ایک ربع صدی سے متواتر جماعت احمدیہ کی مخالفت میں سرگرم عمل ہیں۔ لیکن وہ یاد رکھیں۔ ان کے یہ خطبات اور مرصع عبارتیں محض اخبار کی زینت ہی بن کر رہ جانے والی ہیں۔ کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کی ازلی مشیت کو تبدیل نہیں کرسکتیں۔ الٰہی مشیت یہی ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کی ترقی نظام خلافت کے ساتھ وابستہ ہے قرآن مجید میں اس کا یہ وعدہ ہے۔ و لیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم (سورہ نور) کہ اسلام کی ترقی اور اس کی شوکت اور تمکنت خلفاء کے ذریعہ سے ہوگی۔ اسی طرح آج بھی جب ایک فارسی الاصل نے دوبارہ اسلام کو دنیا میں قائم کیا۔ تو خدا تعالیٰ نے یہی وعدہ فرمایا۔ کہ اب بھی اس کی ترقی خلافت کے ذریعہ سے ہوگی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسالہ الوصیت میں اسبات کو تشریح کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مثال دی ہے۔ کہ اس وقت جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی وجہ سے ایک ابتلاء آگیا تھا۔ اور بہت سے بادیہ نشین مرتد ہوگئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بناکر اسلام کی تمکنت اور قوت کو قائم کیا۔ اسی طرح سلسلہ احمدیہ میں بھی خلافت قائم ہوگی۔ اور اس کے ذریعہ سے اس سلسلہ کی شوکت دنیا پر ظاہر ہوگی۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے یہ بات بھی واضح طور پر ثابت ہوتی ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کی ترقی کا مرکز قادیان رہے گا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ "یہ ضروری ہوگا۔ کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے۔ کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے۔" (الوصیت ص ۲۶) اس عبارت سے ظاہر ہے۔ کہ وہ لوگ جو قادیان کی مرکزیت سے روگردان ہو جائیں۔ اور نہ صرف یہ کہ وہ اُسے اپنا مرکز تسلیم نہ کریں۔ بلکہ اسے استخفاف اور حقارت کی نگاہ سے دیکھیں۔ ایسے لوگ احمدیت کی ترقی کے مؤید کس طرح ہوسکتے ہیں۔

جماعت احمدیہ قادیان کے متعلق غیر مبایعین کا یہ کہنا۔ کہ "اس کی زندگی کے دن انگلیوں پر شمار کئے جاسکتے ہیں"۔ یہ الفاظ بھی اپنے اندر انتہائی ستم ظریفی کا رنگ رکھتے ہیں۔ کیونکہ یہ ادعا حقائق سے بالکل آنکھیں بند کرنے کا نتیجہ ہے۔ خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت اور نصرت اس بات پر گواہ ہے۔ کہ جماعت قادیان نظام خلافت کی برکت سے دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کررہی ہے۔ اور کوئی دن ایسا نہیں آتا۔ جبکہ اس کے حلقہ بگوشوں کی تعداد میں اضافہ نہ ہوا ہو۔ بڑے بڑے کٹر معاندین کو جماعت احمدیہ کی یہ ترقی نظر آگئی۔ اور وہ یہ لکھنے پر مجبور ہوئے کہ "آج میری حیرت زدہ نگاہیں دیکھ رہی ہیں کہ بڑے بڑے گریجوایٹ اور وکیل اور پروفیسر اور ڈاکٹر جو کونٹ اور ویکاٹ اور ہیگل کے فلسفہ تک کو خاطر میں نہیں لاتے تھے غلام احمد قادیانی (حضرت مسیح موعودؑ) کی خرافات واہیہ (معاذ اللہ) پر اندھادھند آنکھیں بند کرکے ایمان لائے ہیں۔"
(اخبار زمیندار ۹ اکتوبر ۱۹۳۲ء)

سلسلہ احمدیہ کے مخالفین اس کی ترقی کا ذکر ایسے ہی الفاظ میں کرسکتے ہیں۔ لیکن بہرحال انہوں نے خدا کی فعلی شہادت اور نصرت کا اقرار کیا۔ اور اس بات کو تسلیم کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت بڑی سرعت کے ساتھ ترقی کررہی ہے ایسی سرعت کے ساتھ کہ مخالفین محو حیرت ہو رہے ہیں۔ مگر افسوس کہ غیر مبایعین کو خدا تعالیٰ کی یہ فعلی شہادت بھی نظر نہیں آئی پچیس سال سے مسلسل وہ جماعت احمدیہ کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے ہر ممکن کوشش کی کہ کسی طرح خلافت کے بابرکت نظام کو درہم برہم کردیں۔ اس ناپاک مقصد کے حصول کیلئے انہوں نے جماعت احمدیہ کے معاندین مرتدین اور مخرجین تک کی امداد کرنے سے دریغ نہیں کیا۔ مگر اس کا نتیجہ کیا نکلا؟

یہی کہ وہ غیر مبائعین جو ابتداء میں اپنی کثرت پر ناز کیا کرتے تھے۔ اور یہ دعویٰ کرتے تھے۔ کہ جماعت میں سے اسّی فی صدی افراد ان کے ساتھ ہیں۔ آج ان کی تعداد چند ہزار سے زیادہ نہیں۔ مگر اس کے مقابلہ میں جماعت احمدیہ کی تعداد خدا تعالیٰ کے فضل سے لاکھوں تک پہونچ گئی ہے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ابتداء خلافت میں ہی فرما دیا تھا۔ کہ بیشک غیر مبائعین اس وقت اپنی کثرت پر نازاں ہیں۔ مگر چونکہ ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائید نہیں ہے۔ اور وہ خدا تعالیٰ کی قائم کردہ خلافت کے منکر ہو گئے ہیں۔ اس لئے ان کی تعداد بڑھے گی نہیں بلکہ روز بروز کم ہوتی جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ ان کی تعداد کو کم کر کے جماعت احمدیہ قادیان کی تعداد کو بڑھائے گا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا:۔

"دیکھو جب بیعت ہوئی تھی۔ اس وقت جماعت کا اکثر حصہ ان (غیر مبائعین) کے ساتھ تھا۔ چنانچہ انہوں نے خود بھی لکھا تھا۔ کہ ہماری طرف جماعت کے آدمی بہت ہیں۔ لیکن مجھے خدا تعالیٰ نے اس وقت بتا دیا تھا کہ لیمزقنہم میں ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔ اس کے یہ معنی نہیں۔ کہ ان کی ہڈیاں توڑ کر ان کے ٹکڑے ٹکڑے کئے جائیں گے بلکہ یہ کہ خدا تعالیٰ ان میں سے لوگوں کو توڑ توڑ کر ہماری طرف لے آئے گا۔ اور ہم میں شامل کر دے گا۔"

(انوار خلافت ص۱۵ تقریر ۲۷ دسمبر ۱۹۱۵ء)

پس ۱۹۱۵ء میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے۔ کہ غیر مبائعین کی تعداد کو خدا کم کر دے گا۔ اور مبائعین کو ہر قسم کی ترقی عطا فرمائے گا۔ اور آج ہم اپنی آنکھوں سے اس بات کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے خلافت کے نظام کی برکت کی وجہ سے جماعت احمدیہ قادیان کو غیر معمولی ترقی عطا فرمائی ہے۔

۱۹۱۵ء اور آج کی حالت کا موازنہ کر دو۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی اس جماعت کو کیسی شاندار ترقیات سے نوازا ہے اور اس کے مقابل میں غیر مبائعین کی ترقی معکوس پر بھی نگاہ ڈالو۔ کہ وہ جو اپنی تعداد پر مغرور اور متکبر تھے۔ اور جو اپنے کارناموں اور اپنی لیاقتوں پر نازاں تھے جب انہوں نے الٰہی نظام سے منہ پھیر لیا۔ تو کس طرح خدا نے انہیں ناکام کیا۔ اور انکی تعداد کو کم کر کے چند ہزار تک محدود کر دیا۔ ایک حق شناس نگاہ کے لئے خدا تعالیٰ کی یہ فعلی شہادت اور یہ عملی نصرت کسقدر ظاہر کسقدر عیاں اور کس قدر واضح ہے۔

خاکسار:۔ ملک محمد عبد اللہ مولوی فاضل قادیان

ہفتہ جنگ کے اہم حالات

کریٹ پر جرمن حملہ

اس ہفتہ کا اہم واقعہ یہ ہے کہ بحیرہ روم کے جزیرہ کریٹ پر جرمنوں نے نہایت شدت کے ساتھ حملہ کیا۔ جہاں ہوائی چھتریوں اور جہازوں کے ذریعہ کئی ہزار کی تعداد میں سپاہی اتار دئیے جرمنی نے بحری جہازوں کے ذریعہ بھی سپاہی پہونچانے کی کوشش کی۔ لیکن اس میں اسے زیادہ کامیابی نہ ہوئی۔ دونوں طرف سے گھمسان کی جنگ جاری ہے۔ اس سے قبل ہالینڈ میں جرمنوں نے ہوائی چھتریوں کے ذریعہ اپنی فوجیں اتاری تھیں۔ اب پورے ایک سال کے بعد بحیرہ روم کے اس جزیرہ میں اتاریں۔ ڈیڑھ ہزار جرمن فوج نیوزی لینڈ کی فوج کے سپاہیوں کی وردیاں پہنے ہوئے تھی۔ برطانوی فوج اور مقامی باشندوں نے جرمنوں کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ اور ان میں سے ہزاروں کو مشین گنوں سے بھون ڈالا۔ فوجی مبصرین کا خیال ہے۔ کہ جرمنوں نے کریٹ پر یہ حملہ تجربہ کے طور پر کیا ہے۔ کیونکہ وہ اسی طرح برطانیہ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ ہوائی چھتریوں کے ذریعہ سپاہیوں کو اتارنے سے قبل جرمن بم باروں نے کریٹ پر شدید بمباری کی۔ اور توپ خانوں کو نشانہ بنانے کی کوشش کی۔ اس کے بعد ہوائی جہازوں کی حفاظت میں جرمن سپاہی کودے۔ اکثر تو اسی وقت گرفتار کر لئے گئے۔ اور جو بچ گئے۔ انہوں نے ایک مقام ملیمی کے ہوائی اڈہ پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد مسلسل فوجیں ہوائی چھتریوں کے ذریعے اترتی رہیں۔ یہانتک کہ تھوڑے ہی عرصہ میں سات ہزار فوج کا ایک ڈویژن جمع ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ جرمن جہازوں نے کریٹ میں صرف دو سو فٹ کی بلندی سے اپنے سپاہی اتارے۔ اس وجہ سے ہوا میں ان کو گولیوں کا نشانہ بنانے کا موقعہ نہ مل سکا اس لڑائی میں دشمن کو بھاری نقصان پہنچا۔ اور فوجیں لانے والے کئی جہاز کریٹ میں اترتے ہی ٹوٹ پھوٹ گئے یونان کے ساحل پر جرمنوں کا قبضہ ہے وہ چونکہ کریٹ سے صرف ۶۰ میل کے اندر ہیں۔ اس لئے جرمنوں کو کریٹ میں فوجیں اتارنے سے آسانی سے روکا نہ جا سکا۔ اس وقت ملیمی اور کینیا کے درمیانی علاقہ میں لڑائی کا زیادہ زور ہے کینیا کے مغرب میں سخت گھمسان کی جنگ ہو رہی ہے۔ مسٹر چرچل نے دار العوام میں کریٹ کی جنگ کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ ہم وہاں دشمن کی کمک روکنے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ چھوٹی چھوٹی کشتیوں کے ذریعہ جرمن سپاہی ساحل پر اتر گئے۔ اگرچہ ہزاروں سمندر میں ڈوب بھی مرے۔ جرمن سپاہی آسمان سے بارش کی طرح برس رہے ہے جرمنوں کا دعوے ہے۔ کہ انہوں نے کینیا پر قبضہ کر لیا ہے۔ قاہرہ کی ایک خبر سے معلوم ہوا ہے۔ کہ کریٹ میں برطانوی فوجیں خلیج سودا کے مشرق میں مورچوں سے پیچھے ہٹ گئی ہیں۔ اس لڑائی میں جرمنی نے خوفناک بمباری سے کام لیا۔ کئی شہروں کا نشان تک مٹ گیا ہے۔ یونان کے بادشاہ۔ وزیر اعظم اور برطانوی سفارت خانہ کے عملہ کے ارکان کریٹ چھوڑ کر مصر چلے گئے ہیں اور حالات روز بروز نازک ہوتے جا رہے ہیں۔

اطالوی افواج نے ہتھیار ڈال دیئے

مشرق وسطےٰ کے محاذ جنگ سے اس ہفتہ یہ خوش کن خبر آئی۔ کہ امبالاگی میں اطالوی وائسرائے اور اطالوی افواج کے کمانڈر انچیف ڈیوک آف اوسٹا نے برطانوی فوجوں کے آگے ہتھیار ڈال دئیے۔ جنہیں گرفتار کر لیا گیا۔ اسی طرح اور بہت سے اطالوی گرفتار کر لئے گئے ہیں۔

مصر

جرمن فوجیں سلوم کے قریب سیدی سلیمان اور الفائم کے درہ پر قابض ہو چکی ہیں۔ مگر حالات سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ابھی مصر پر کوئی بڑا حملہ کرنے کا ارادہ نہیں رکھتیں۔ مصری سرحد پر نازیوں کی تازہ پیش قدمی کو روک دیا گیا ہے چنانچہ بہت سی جرمن فوجیں ابھی تک درہ کی چوٹی پر ہیں۔ اور تھوڑی سی نیچے اتری ہیں۔ جرمن موٹر دستے اور ٹینک استعمال کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ جرمنوں کو ہوائی امداد بھی حاصل ہو رہی ہے۔ یہ لڑائی چھ سات میل لمبے محاذ پر لڑی جا رہی ہے

"ہڈ" اور "بسمارک" کی غرقابی

اس ہفتہ کا ایک اور اہم واقعہ یہ ہے کہ "ہڈ"، جو برطانیہ کا بہت بڑا جنگی جہاز تھا۔ اور جس کا وزن ۴۲ ہزار ٹن تھا غرق ہو گیا۔ دوسری طرف جرمنی کا مشہور جنگی جہاز بسمارک بھی غرق کر دیا گیا۔ جب سے گرین لینڈ کے پاس برطانیہ کا جہاز ہڈ غرق ہوا تھا۔ برطانوی جہاز بسمارک کا پیچھا کر رہے تھے ۲۶ مئی کو بحری بیڑے کے ہوائی جہازوں نے اس پر حملہ کیا ایک تارپیڈو نشانہ پر لگا۔ اور وہ غرق ہو گیا۔ اس کا وزن ۳۵ ہزار ٹن تھا۔ اسے سمندر میں اتارتے وقت ہٹلر خود موجود تھا۔ اور اس پر پندرہ انچ دہانہ کی آٹھ توپیں تھیں۔ سمندری محکمہ کے بورڈ نے برطانوی بیڑے کو بسمارک کی غرقابی پر مبارکباد کا پیغام بھیجا۔ اور اسے اس کا شاندار کارنامہ قرار دیا ہے۔

عراق

عراق کے وزیر رشید علی جیلانی عراق سے بھاگ کر ترکی چلے گئے ہیں۔ ان کے دوسرے ساتھی ٹرکی اور ایران کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ دوسری طرف عراق کے ریجینٹ امیر عبدالالٰہ فلوجا پہنچ گئے۔ اور نئی حکومت بنانے کا انتظام کر رہے ہیں۔ عراق کے سابق وزیراعظم جنرل نوری سعید پاشا ان کے ساتھ ہیں۔ برطانوی فوجیں بغداد کے قریب پہنچ رہی ہیں۔ جانبیہ سے ۱۲ میل دُور ایک چوکی پر ابھی تک عراقیوں کا قبضہ تھا۔ اب اس کا بھی قلع قمع کر دیا گیا ہے۔

مغربی یورپ

مغربی یورپ میں اس ہفتہ کوئی شدید لڑائی نہیں ہوئی۔ جرمن جہاز معمولی چھاپے مار رہے ہیں۔ برطانوی جہازوں نے بھی موسم خراب ہونے کے باوجود جرمنی کی سمندری چھاؤنیوں پر حملے کئے۔ اور سخت بمباری کی۔ جرمنی کے علاقہ میں برلیسٹ سے شمال مغرب کی طرف پچاس میل کے فاصلہ پر بھی دشمن کے ہوائی اڈوں پر بمباری کی گئی۔

نواح قادیان میں جائیداد بنائیں

قادیان کی موجودہ آبادی زیادہ تر سرکاری پنشنرز اور دوکانداروں کی ہے۔ یا وہ لوگ ہیں۔ جو صدر انجمن احمدیہ کے کارکن ہیں۔ زمینداروں کی آبادی یہاں بہت کم ہے۔ چونکہ زمیندار اصحاب ہجرت کے ثواب سے اور قادیان کی مقدس بستی کے نواح میں جائیداد بنانے کے ثواب سے محروم ہیں۔ اس لئے میں زمیندار اصحاب کو تحریک کرتا ہوں۔ کہ ثواب کی نیت سے تھوڑی بہت اراضی زرعی خرید کر اس علاقہ میں خرید کر اپنے خاندانوں کی ایک شاخ اس علاقہ میں آباد کریں۔ تاکہ تمام خاندان احمدیت کی برکات سے متمتع ہو سکے

میں چونکہ علاقہ میں دورہ کرتا رہتا ہوں۔ اور علاقہ کے لوگوں سے اچھی طرح واقفیت ہے۔ اس لئے حاجتمند لوگ میرے پاس اپنی اراضیات کی فروخت کے لئے درخواست کرتے رہتے ہیں۔ اور بعض دفعہ نہایت غریب احمدی ہوتے ہیں۔ اسوقت مندرجہ ذیل جائیداد برائے فروخت موجود ہیں۔

(۱) تیس ایکڑ اراضی معہ ایک ایک آہنی چاہی قیمت یک صد روپیہ فی ایکڑ۔ کل رقم تین ہزار روپیہ + زیر سطح پانی قریباً ۱۲ فٹ۔ زمین ترکاری اور باغات کے لئے موزوں ہے۔

(۲) اراضی بیس ایکڑ ایک چک۔ چاہ نہایت اعلےٰ ہے۔ اچھی حالت میں ہے۔ رہٹ نہیں ہے قیمت یکصد روپیہ فی ایکڑ۔ کل قیمت ۲۰ ایکڑ مبلغ دو ہزار روپیہ زمین علاوہ دیگر فصلوں کے باغات کیلئے نہایت اعلیٰ ہے۔ آب زیر سطح ۱۲ فٹ۔ کوشش کرنے سے قیمت قدرے کم ہو سکتی ہے۔

(۳) ایک کمیت پانچ ایکڑ قیمت فی ایکڑ ۱۲۰ روپے۔ کل چھ صد روپیہ

یہ تمام رقبے قادیان سے بطرف شرق واقع ہیں۔ اور علی الترتیب ۷-۶-۵ میل کے قطر کے اندر موجود ہیں۔ خواہشمند احباب میرے ساتھ خط و کتابت کریں۔ یہ کام نظامت تبلیغ کے ماتحت ہوگا۔ اور کوئی کمیشن نہیں لیا جائیگا۔ اسکے علاوہ قادیان کے ریلوے اسٹیشن سے میل دو میل کے اندر اندر بھی انتظام کیا جا سکتا ہے۔

خاکسار فتح محمد سیال

اشتہار زیر دفعہ ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت مسٹر بی ایل مہوترہ صاحب بی اے ایس سی ایل ایل بی پی سی ایس سب جج بہادر درجہ چہارم دوسوہا

دعوی دیوانی ۱۶۸ سنہ ۱۹۴۱ء۔ لالہ منی رام خلف لالہ لباکھی رام ذات کھتری سکنہ قصبہ ٹانڈہ تحصیل دوسوہا بنام فرزند علی ولد علی بخش ذات درزی سکنہ قصبہ ٹانڈہ ضلع ہوشیارپور وغیرہ مدعا علیہم

دعویٰ -/۶۰۰ بکفالت مکانات مرہونہ بنام فرزند علی ولد علی بخش ذات درزی سکنہ قصبہ ٹانڈہ ضلع ہوشیارپور حال ملازم مہر علی دھوبی دروازہ پنج پیر شہر جالندھر

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی فرزند علی مدعا علیہ مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے۔ اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام فرزند علی مدعا علیہ مذکور جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر فرزند علی مدعا علیہ مذکور تاریخ ۱۶ ماہ جون سنہ ۱۹۴۱ء کو مقام دوسوہا حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا۔ تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آویگی۔

آج بتاریخ ۲۶ ماہ مئی سنہ ۱۹۴۱ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

دستخط حاکم (مہر عدالت)

اشتہار زیر دفعہ ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت خان بہادر ملک صاحب خان صاحب نون کلکٹر بہادر ضلع گوجرانوالہ

محمد زمان ولد فتح محمد۔ محمد شریف ولد مولا داد اقوام جٹ سکنائے کوٹ سلیم تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ

بنام

(۱) احمان (۲) کرم داد پسران لنگر (۳) احمان ولد محمدا (۴) علی ولد دتّا (۵) راجہ ولد گاماں (۶) رحمان ولد راجہ (۷) شہابل ولد احمان (۸) شاہو ولد مالا۔ (۹) مرزا ولد محمدا (۱۰) محمد دین (۱۱) قائم پسران الٰہیا۔ (۱۲) مرزا ولد جلال اقوام جٹ (۱۳) بھوگا سنگھ (۱۴) دیال سنگھ۔ (۱۵) سردار سنگھ پسران لدہا سنگھ۔ (۱۶) نہال سنگھ ولد مہیاں سنگھ (۱۷) ہرنام سنگھ ولد گوپال سنگھ (۱۸) سوہن سنگھ (۱۹) جگت سنگھ پسران گلاب سنگھ (۲۰) مہر سنگھ (۲۱) شیر سنگھ (۲۲) سنت سنگھ پسران جیون سنگھ اقوام اروڑہ (۲۳) علی ولد خادم قوم پٹھان سکنائے موضع مرید تحصیل پھالیہ ضلع گجرات پنجاب (۲۴) گیان سنگھ ولد گلاب سنگھ قوم اروڑہ ساکن امرتسر

درخواست زیر دفعہ ۱۰۱ ضمنی ج ایکٹ ۱۷ سنہ ۱۸۸۷ء برائے دخلیابی اراضی بعد ادائیگی معاوضہ متعلقہ اراضی واقعہ موضع چھنی گھوگا تحصیل حافظ آباد۔ بمقدمہ مندرجہ بالا میں اشتہار مذکور جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر جملہ قابضان موضع مرید مذکور بتاریخ ۶/۱۷ ۴۱ بوقت ۷ بجے صبح بمقام گوجرانوالہ حاضر عدالت ہو کر اپنے حقوق معاوضہ نسبت اراضی مذکور ظاہر کریں۔ ورنہ ان کے خلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی۔

آج بتاریخ پندرہ مئی سنہ ۱۹۴۱ء بہ ثبت ہمارے دستخط اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا

(دستخط حاکم) (مہر عدالت)

روزنامہ الفضل خریدنا کیوں ضروری ہے

تمام استطاعت رکھنے والے احمدی احباب کیلئے ضروری ہے۔ کہ وہ روزنامہ "الفضل" جو جماعت احمدیہ کا واحد روزانہ آرگن ہے خریدیں۔ کیونکہ :۔

۱۔ "الفضل" حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز اور تمام خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خیر و عافیت اور حالات سے روزانہ باخبر رکھتا ہے۔

۲۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کا خطبہ جمعہ اور دوسری تقاریر سب سے پہلے جماعت تک پہنچاتا ہے۔

۳۔ بزرگان سلسلہ۔ علماء اور مبلغین کے متعلق اطلاعات۔ اہم مرکزی واقعات اور سلسلہ کے اہم کاموں اور ضرورتوں سے آگاہ کرتا ہے۔

۴۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مجاہدین کی تبلیغی رپورٹیں پیش کرکے بیداری اور قوت عمل پیدا کرتا ہے۔

(۵) بزرگان و علمائے جماعت کے مذہبی۔ علمی۔ اخلاقی۔ تربیتی مضامین۔ تجارتی و صنعتی معلومات سلسلہ کے خلاف مخالفین کی غلط بیانیوں کی تردید۔ اسلام اور احمدیت پر اعتراضات کے جوابات شائع کرتا ہے۔

۶۔ احمدی دوستوں کیلئے روحانی غذا کا کام دیتا ہے۔ نیز ان کیلئے تبلیغ کا مؤثر ذریعہ ہے

۷۔ آپ کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اہم فریضہ کی طرف توجہ دلا کر آپ کے لئے روحانی ترقی کا سامان بہم پہنچاتا ہے۔

۸۔ جنگ کی اہم اور ضروری خبریں خلاصۃً دوسرے اخبارات کے ساتھ شائع کرتا ہے۔

ہم ان تمام احباب سے جو الفضل کے خریدار نہیں۔ درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ اسکی خریداری قبول فرمائیں۔ اور ان روحانی فوائد سے متمتع ہوں۔ جو اس کے ذریعہ حاصل ہوتے ہیں روزانہ الفضل کا سالانہ چندہ پندرہ روپے ہے۔

"مینیجر"

صحت بدنی تمام نعمتوں سے افضل ہے

از حد محنت و مشقت سے تیار کردہ کثیر الفوائد اجزا کا نایاب مرکب

سٹامو

معدہ۔ جگر۔ تلی اور آنتوں کی امراض۔ بدہضمی۔ قبض۔ کمی بھوک۔ درد قولنج دست۔ قے۔ اپھارہ۔ کمی خون وغیرہ کو نیست و نابود کرنے کیلئے یہ وہ جادو اثر دوا ہے جس سے سینکڑوں مایوس مریض پوری طرح صحت یاب ہو کر جابجا اسکی تعریف کر رہے ہیں۔ قوت ہاضمہ بڑھکر حسب خواہش دودھ گھی خوب ہضم ہوتا ہے۔ مقوی جگر ہونے کے باعث خون صالح پیدا کرکے تمام اعضاء کو قوت بخشتی۔ جسم میں چستی پیدا کرتی اور وزن بڑھاتی ہے۔ قیمت فی شیشی برائے ایک ماہ صرف ایک روپیہ آٹھ آنے علاوہ محصولڈاک

ملنے کا پتہ مینیجر ہیری لیبارٹری۔ ہیری لین لدھیانہ پنجاب

بغیر مدد دیگرے سکھانے والی کتب فہمید حساب اردو ۳ صفحات ۱۴۰ گورمکھی ۱۲ ہندی ۱۲
شارح تجارت اردو ۷۰۰ صفحات ۴ محصول ۸
مینیجر انڈینز اکاؤنٹینسی کالج کٹڑہ ودلو امرتسر

خطبہ نمبر کے خریداروں کو اطلاع

خطبہ نمبر کے جن خریداروں کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ یا اس ماہ کی کسی تاریخ کو ختم ہوگا۔ وہ براہ کرم اپنا اپنا چندہ بہت جلد ارسال فرما دیں۔ تا وہ وی۔ پی کے خرچ سے بچ جائیں۔ بصورت دیگر ان کی خدمت میں وی۔ پی ارسال ہونگے۔ جنہیں وصول کرنا ان کا اخلاقی فرض ہوگا۔

"مینیجر"

الخطبہ

ایک گزیٹڈ افسر کی بالغ دختر کیلئے ایک مخلص احمدی نوجوان رشتہ کی ضرورت ہے۔ جو صاحب روزگار اچھے خاندان سے تعلق رکھنے والا ہو۔ راجپوت کو ترجیح دی جائیگی۔ مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کی جائے۔

م۔ ی معرفت ایڈیٹر صاحب "الفضل" قادیان

نارتھ ویسٹرن ریلوے

ٹنڈر ۶۲/۲۲/۵-۲۱۰ کوڈ ورڈ "A mount" نارتھ ویسٹرن ریلوے کو Carts Conservancy۔ لوہا۔ اور Night Soil کی خرید کے لئے فی روپیہ کی بنا پر ٹنڈر مطلوب ہیں۔ ٹنڈر جنرل مینیجر نارتھ ویسٹرن ریلوے کے دفتر میں ۱۴ر جولائی ۱۹۴۱ء دو بجے بعد دوپہر تک پہنچ جانے چاہئیں۔ یہ ٹنڈر اگلے کام کے دن کنٹرولر آف سٹورز لاہور کے دفتر میں گیارہ بجے قبل دوپہر کھولے جائیں گے۔ ٹنڈر فارم اور دوسری متعلقہ دستاویزات کنٹرولر آف سٹورز کے دفتر میں ۲ر جون ۱۹۴۱ء کو اور مابعد دیکھے جا سکتے۔ اور وہاں سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ ٹنڈر کی قیمت مقامی طور پر بغیر نقشہ جات ایک روپیہ اور بیرونجات کے لئے ڈیڑھ روپیہ اور نقشہ جات کے ایک سٹ کے ساتھ مقامی طور پر تین روپے اور بیرونجات کے لئے تین روپے آٹھ آنے ہوگی۔

احمدی تجارتی فرمیں

نہ صرف خود اشتہارات دیکر "الفضل" کی خدمات سے فائدہ اٹھا سکتی ہیں۔ بلکہ اپنے حلقہ میں ہر اس مینوفیکچرنگ یا ڈسٹری بیوٹنگ فرم سے جو شمالی ہندوستان میں اپنی تجارت کو ترقی دینے کی خواہاں ہو اس کی پرزور سفارش کر سکتی ہیں۔

شرح اشتہارات کیلئے مینیجر صیغہ اشتہارات "الفضل" قادیان کو لکھیں

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۲۹ مئی۔ گو جرمن فوجیں سلوم اور اس کے قریب سیدی سلیمان نیز درہ الفائو پر قابض ہو چکی ہیں۔ مگر حالات سے اندازہ کیا جاتا ہے کہ وہ مصر پر کوئی بڑا حملہ نہ کریں گی۔

زیورچ ۲۹ مئی۔ ایک جرمن کو اس لئے موت کی سزا دی گئی ہے۔ کہ اس نے۔ بی۔ بی۔ سی کا براڈ کاسٹ سنا۔ اور ہیس کے متعلق بعض باتیں لوگوں سے کیں۔ اس واقعہ کی خبر تمام جرمن اخبارات نے شائع کی ہے۔

لنڈن ۲۹ مئی۔ اسلحہ سازی کے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اہل لنڈن کے ذمہ بچت کے ذریعہ دس کروڑ پونڈ کی رقم جمع کرنا تھی۔ جس میں سے تین ہفتوں میں پانچ کروڑ جمع ہو چکے ہیں۔ مئی کے دوسرے ہفتہ میں ایک کروڑ ۵۸ لاکھ پونڈ۔

قاہرہ ۲۹ مئی معلوم ہوا ہے کہ کریٹ میں فوجیں اتارنے کے لئے جرمنی ایک ہزار فوج بردار طیارے استعمال کر رہا ہے۔ ان طیاروں نے تین اہم شہروں پر ایسی بے پناہ بمباری کی۔ کہ ایک اینٹ بھی سلامت نہ بچی۔ جرمن کریٹ کے صدر مقام کینیا میں داخل ہو چکے ہیں۔ جہاں انہوں نے قتل عام کیا۔ اور نہتے شہریوں پر گولیاں برسائیں۔ اندازہ ہے کہ کریٹ میں تیس ہزار جرمن فوج پہونچ چکی ہے

لنڈن ۲۹ مئی۔ برطانیہ کے جنگی جہاز ہڈ میں غرقابی کے وقت ۱۴۱۳ اشخاص موجود تھے۔ جن میں سے صرف تین یعنی ایک افسر اور دو ملاح سلامت بچے۔ باقی سب ڈوب گئے

لنڈن ۲۹ مئی۔ روم ریڈیو نے اعلان کیا ہے۔ کہ اٹلی کے چیف آف دی جنرل سٹاف کو اس کے عہدے سے برطرف کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ اس نے مسولینی کی پالیسی پر نکتہ چینی کی تھی۔

لنڈن۔ ۲۹ مئی۔ امریکہ اور برطانیہ میں ایک نئے معاہدہ کی بات چیت ہو رہی ہے۔ جس کے رو سے برطانیہ امریکہ کو مزید بحری اڈے دے گا۔

شملہ ۲۹ مئی۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ ۱۵ نومبر سے ۱۲ دسمبر ۱۹۴۰ء کے درمیان ہندوستان سے مغرب کو جانے والی سمندری ڈاک اور پارسل وغیرہ دشمن کے حملہ سے تلف ہو گئے۔

لنڈن ۳۰ مئی۔ یہاں بیان کیا گیا ہے کہ کریٹ میں انگریزی فوجوں کو کچھ مزید کمک پہونچ گئی ہے۔ نیز یہ کہ جرمنوں نے بھی ہوائی چھتریوں کے ذریعہ وہاں مزید فوجیں اتار دی ہیں۔ لیکن ابھی تک کریٹ کے حالات میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ وہاں سے خبریں آنے میں سخت دقت ہو رہی ہے۔ اطالویوں کا دعویٰ ہے۔ کہ انہوں نے مشرقی سرے پر اپنی سمندری اور دوسری فوجیں اتار دی ہیں۔ انگریزی بیڑہ سمندر کے رستہ فوجیں پہونچنے میں برابر مزاحمت کر رہا ہے۔ اور اس رستہ بہت کم فوجیں پہونچ سکی ہیں۔ مگر یہ خبر ابھی پختہ نہیں ہوئی۔

قاہرہ ۳۰ مئی۔ عراق میں برطانوی فوجیں برابر بڑھ رہی ہیں۔ اور بغداد سے پانچ میل کے فاصلہ پر مورچے قائم کر لئے ہیں۔ شمالی افریقہ سے کوئی تازہ خبر نہیں آئی۔ ابے سینیا میں اطالویوں نے ایک اور قلعہ خالی کر دیا ہے۔ اور سز میل کے علاقہ سے محب وطن حبشیوں نے اطالیوں کو نکال دیا ہے۔

لنڈن ۳۰ مئی۔ آج برطانیہ اور اس کے آس پاس تین جرمن طیارے گرائے گئے۔ ہوائی حملہ نہایت نام تھا۔ جنوبی کنارے پر کچھ بم گرے مگر بالکل کوئی نقصان نہیں ہوا۔

لنڈن ۳۰ مئی۔ گرین لینڈ کا گورنر امریکہ روانہ ہو گیا ہے آپ کے ساتھ بعض امریکن افسر بھی ہیں۔ جنہوں نے گرین لینڈ کے حالات کی جانچ پڑتال کی ہے۔

واشنگٹن ۳۰ مئی۔ امریکن کانگرس کو معلوم ہوا ہے کہ جنگ کے بعد اب تک جتنے جہاز امریکن بندرگاہوں سے سامان جنگ لے کر برطانیہ گئے ہیں انمیں سے ۲۸ ڈوبے ہیں۔ کینیڈا سے جانیوالے جہاز ان کے علاوہ ہیں۔

لنڈن ۳۰ مئی۔ معلوم ہوا ہے کہ آسٹریلیا کے وزیر اعظم عنقریب پھر انگلستان آئیں گے

بمبئی ۳۰ مئی۔ آج یہاں جمعہ بخیرو عافیت گزر گیا۔ ۱۱ بجے سے شام تک کوئی واردات نہیں ہوئی۔

لنڈن ۳۰ مئی۔ مسٹر روزویلٹ کی تقریر میں یہ انکشاف کیا گیا ہے۔ کہ جرمنی ان دنوں برطانیہ کے جو جہاز غرق کر رہا ہے۔ وہ ان جہازوں سے تین گنا ہیں۔ جو برطانیہ ان ایام میں تیار کر سکتا ہے۔ اور امریکہ کی کوشش کو بھی ملا لیا جائے۔ تو یہ دونوں مل کر جتنے عرصہ میں دو جہاز بنائیں گے۔ اتنے عرصہ میں جرمنی تین ڈبو دے گا۔ اس لئے ضروری ہے کہ جیسے بھی ممکن ہو برطانیہ کو خوراک پہونچائی جائے۔

لاہور ۳۰ مئی۔ آج یہاں درجہ حرارت ۱۱۷ تھا۔

لنڈن ۳۰ مئی۔ ایک مسافر لے جانے والا مشہور اطالوی جہاز "کانٹے راسو" بحیرۂ روم میں تارپیڈو مار کر ڈبو دیا گیا ہے۔ روم میں سرکاری طور پر اس کی غرقابی کو تسلیم کر لیا گیا ہے

لنڈن ۳۰ مئی۔ کریٹ میں ابھی تک گھمسان کی جنگ جاری ہے۔ قاہرہ میں کہا جا رہا ہے۔ کہ کریٹ میں لڑائی کی جو حالت ہے۔ اس کے متعلق کوئی صحیح اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ غیر سرکاری خبروں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تیس ہزار جرمن سپاہی کریٹ میں اتر چکے ہیں۔

قاہرہ ۳۰ مئی۔ امیر عبد الالہ بدھ کے دن فلوجا پہونچ گئے۔ بغداد اور دوسرے شہروں کے کئی وفود ان سے ملنے آئے۔ اور ان کی آمد پر خوشی کا اظہار کیا۔ امیر عبد الالہ نے عارضی گورنمنٹ بنانے کا کام شروع کر دیا ہے۔

لنڈن۔ ۳۰ مئی جرمن اور اطالوی حلقے اب تک یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ سارے عراقی رشید علی کی طرف سے لڑنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن عراق کے حالات بتاتے ہیں۔ کہ ان کا یہ دعویٰ بالکل جھوٹا ہے۔ امیر عبد الالہ جب عراق پہونچے۔ تو عام لوگوں نے ان کی آمد پر مسرت کی۔ اس کے علاوہ کرد جو دس لاکھ ہیں۔ اور شمالی عراق میں رہتے ہیں۔ ان کے لیڈر داؤد پاشا بھی یہ اعلان کر چکے ہیں۔ کہ وہ برطانیہ کا ساتھ دیں گے۔

انقرہ ۳۰ مئی۔ ترکی کی نیشنل اسمبلی نے ۱۹۴۱ء کے لئے ۱۳ کروڑ ترکی پونڈ کا بجٹ منظور کیا ہے

نئی دہلی ۳۰ مئی۔ جنوبی ہندوستان میں بڑے زور کا مینہ برس رہا ہے۔ ریاست کوچین میں بعض جگہ ریلوں کی آمد و رفت میں روک پیدا ہو گئی۔ اور ڈاک بھی رک گئی ہے۔ اس کے مقابلہ میں شمالی ہندوستان میں سخت گرمی پڑ رہی ہے۔ آج دہلی میں درجہ حرارت ۱۱۵ تھا یو۔ پی میں بھی سخت گرمی ہے۔

لاہور ۳۰ مئی۔ آج لاہور میں سکھ پولٹیکل کانفرنس نے بعض ریزولیوشن پاس کئے۔ ایک ریزولیوشن میں فرقہ وار جھگڑوں کی مذمت کرتے ہوئے لیڈروں سے اپیل کی گئی۔ کہ وہ آپس میں میل جول بڑھائیں۔ ایک اور ریزولیوشن میں مطالبہ کیا گیا۔ کہ وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے تمام ممبر ہندوستانی ہونے چاہئیں۔ اور ان میں سے ایک سکھ ہونا چاہئیے۔ ایک ریزولیوشن میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا۔ کہ ہندوستانی فوج میں اور سکھ بھرتی کئے جائیں۔

لنڈن۔ ۳۰ مئی۔ یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ کے برطانوی سفیر لارڈ ہیلی فیکس نے ایک تقریر کرتے ہوئے کہا کہ برطانیہ میں خیال [illegible]

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا۔ اور قادیان سے شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی